فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1.	تقدیم	03
2.	انتساب	04
3.	مؤلف کا تعارف ایک نظر میں	05
4.	عرضِ مترجم	06
5.	ترجمۂ کتاب کی وجہ	07
6.	ایک ضروری گزارش	08
7.	تعارفِ کتاب	08
8.	وصفِ کتاب	09
9.	اِظہارِ تشکر	10
10.	لَمَعَاتُ الْأَنْوَارِ فِي الْمَقْطُوْعِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ وَالْمَقْطُوْعِ لَهُمْ بِالنَّار	12
11.	مقدمہ از مؤلف	13
12.	خطبۃ الکتاب	13
13.	فصلِ اول: جنت و جہنم سے متعلق	14
14.	بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ (حاشیہ)	15
15.	تتمہ حدیث ۲ (حاشیہ)	16
16.	قیامت میں سب سے پہلے کیا پوچھا جائے گا؟ (حاشیہ)	19
17.	لفظ "جفا" سے متعلق ایک وضاحت (حاشیہ)	21
18.	فصلِ ثانی: جنتیوں کے نام	22
19.	جنوب کی ہوا سے متعلق وضاحت (حاشیہ)	53
20.	ریحِ ولد سے متعلق وضاحت (حاشیہ)	54
21.	کھمبی اور منّ کی تعریف (حاشیہ)	55-54
22.	فصلِ ثالث: جہنمیوں کے نام	58
23.	ضروریاتِ دین کی تعریف (حاشیہ)	58
24.	منافق کی اقسام (حاشیہ)	60
25.	آیتِ کہف سے متعلق ایک وضاحت (حاشیہ)	67
26.	ایمانِ فرعون سے متعلق تفصیل (حاشیہ)	70
27.	فرعون اور ابلیس میں بدتر کون؟ (حاشیہ)	72

تقدیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

أَمَّا بَعْدُ:

اللہ تعالیٰ نے جنّت و دوزخ کو پیدا فرمایا اور ان کے اہل پیدا فرمائے، جنہیں وہی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو بھی اِن لوگوں کا علم عطا فرمادیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ سب کے بارے میں جانتے ہیں کہ کون جنتی ہے اور کون دوزخی؟ جیسا کہ کتابِ ہٰذا میں مذکور حدیث شریف اس پر دلیل ہے۔ پھر حضور اقدس ﷺ نے اپنے اُمت کو اِن سب کے بارے میں اطلاع نہیں دی، بلکہ ان میں سے چند کے بارے اُن کا جنتی ہونا اور چند دیگر کے لیے دوزخی ہونا بیان فرمایا ہے۔ جن کے لیے جنتی ہونا اسی طرح جن کے لیے دوزخی ہونا احادیث میں آیا، ان میں سے چند کا بیان امام عارف باللہ شیخ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے زیرِ نظر کتاب میں کیا ہے۔ ہمارے بھائی ڈاکٹر حامد علی علیمی مد ظلہ نے مہربانی فرمائی کہ اس کا ترجمہ اردو زبان میں کر دیا اور جمعیت اشاعتِ اہلسنت (پاکستان) کو اسے سب سے پہلے شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ جمعیت اشاعتِ اہلسنت (پاکستان) اس ترجمہ کو اپنے سلسلۂ اشاعت کے ۲۴۷ نمبر پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جمعیت کے تمام ارا کین اور مترجم کو اپنے فضل و کرم سے دونوں جہاں کی بھلائیاں عطا کرے، ہم سب کو مل کر اسی طرح خوب دینِ متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

محمّد عطاء اللہ نعیمی

(خادم دار الحدیث والافتاء، جامعۃ النور، کراچی)

انتساب

اِس کاوشِ قلم کو **امام علام شیخ الشیوخ محمد عابد سندی مدنی** رحمۃ اللہ علیہ کی بابرکت ذات سے معنون کرتا ہوں، جنہوں نے نورِ علم سے نہ صرف سندھ بلکہ حجازِ مقدس کی زمین کو بھی تاباں رکھا، جنہیں امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "شَيْخُ شُيُوْخِنَا" فرمایا، جن کی "شرح الدر المختار" معروف بہ "طوالع الانوار" کے بارے میں خاتم الفقہاء علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ملتا ہے کہ اگر مجھے اس شرح کے بارے میں معلوم ہوتا، تو میں "رد المحتار" تحریر نہ کرتا۔ جن کی کُتب ایمان وعقیدے کی سلامتی و پختگی کا باعث ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اُن کے فیوض و برکات سے وافر حصہ عطا کرے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَلَا تُحْرِمْنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
عَنْ زِيَارَةِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ بِجَاهِ الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ
عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيْم آمین۔

مترجم (غفرلہ)، کراچی

مؤلف کا تعارف ایک نظر میں

نام و نسب: امام علامہ عارف باللہ سیدی عبد الغنی بن اسمٰعیل بن عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی دمشقی حنفی قدّسنا اللہ بسرّہ القدسی۔

ولادت: آپ رحمۃ اللہ علیہ ۵/ ذوالحجہ ۱۰۵۰ھ (۱۹/ مارچ، ۱۶۴۱ء) دمشق (شام) میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ: ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی، اس کے علاوہ شیخ احمد قلعی حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ اور اُصولِ فقہ، جبکہ شیخ محمود کردی رحمۃ اللہ علیہ سے نحو و صرف، معانی اور بیان، جبکہ شیخ عبد الباقی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث و اُصولِ حدیث کی تعلیم حاصل کی، ان کے علاوہ دیگر سے بھی اکتسابِ فیض کیا۔

کُتب و تصانیف: علامہ عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ۲۵۰ سے زائد کُتب یادگار چھوڑیں، جو بہت مفید و عمدہ ہیں اور اہل سنت و جماعت کی تائید میں ہیں، یہ تصانیف علمِ تفسیر، علمِ حدیث، علمِ کلام، علمِ فقہ، علمِ تجوید، تصوف، شعر اور سفر نامے وغیرہ میں ہیں"۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

۱) بواطن القرآن ومواطن العرفان. ۲) الظل الممدود في معنى وحدة الوجود. ۳) نهاية السول في حلية الرسول صلی اللہ علیہ وسلم. ۴) المجالس الشامية في مواعظ أهل البلاد الرومية. ۵) إيضاح الدلالات في سماع الآلات. ۶) الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية. ۷) ديوان المدائح النبوية اور ۸) لمعات الأنوار في المقطوع لهم بالجنة والمقطوع لهم بالنار وغیرہ۔

وفات: ۲۴/ شعبان المعظم ۱۱۴۳ھ بمطابق ۱۷۳۱ء، دمشق میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اور "صالحیۃ" میں تدفین کی گئی۔ آج بھی یہ مزار مرجع عوام و خواص ہے۔

عرضِ مترجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْجَنَّةَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالنَّارَ لِلْكَفَرَةِ وَالْفَجَرَةِ وَالْمُجْرِمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ أَسْمَآءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَسْمَآءُ أَهْلِ النَّارِ كُلِّهِمْ أَجْمَعِيْنَ وَعَلٰى آلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَصَحْبِهِ الشَّافِعِيْنَ الْمُشَفَّعِيْنَ.

أَمَّا بَعْدُ:

اللہ تعالیٰ نے جن واِنس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا، فرمانبرداروں کے لیے جنت میں ہمیشہ کی زندگی مقرر فرمائی، جبکہ نافرمانوں کے لیے جہنم کا شدید و دردناک عذاب مقرر فرمایا۔ ہر قسم کے کافر و مشرک ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، ایک لمحہ کے لیے بھی ان کے عذاب میں کمی نہ ہوگی، جبکہ مؤمن جنت میں جائیں گے، اگرچہ معاذ اللہ جہنم کا کچھ عذاب سہنے کے بعد، پھر کبھی اس سے نکالے نہ جائیں گے۔

قرآن وسُنت میں کہیں اِجمالاً اور کہیں تفصیلاً ایسے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے، یا اُن کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں، جو قطعی جنتی ہیں، اسی طرح اُن کا ذکر بھی ہے جو قطعی جہنمی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے خوش نصیبوں کو نام بہ نام ذکر فرمایا ہے، جو جنت میں جائیں گے، اسی طرح بہت سے بد نصیبوں کا ذکر بھی نام بہ نام فرمایا ہے، جو جہنم کا ایندھن بنیں گے ذخیرۂ احادیث میں انسان وجنات کے علاوہ چیزوں کے متعلق بھی جنتی و جہنمی ہونے کا ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو تمام اہل جنت و جہنم کے نام بتا دیے تھے، بلکہ دو کتابیں ان کے ناموں کی حضور ﷺ کو عطا کی تھیں، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حجرہ سے باہر تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں، آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: "تم جانتے ہو کہ یہ دو کتابیں کیسی ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں، اے اللہ کے رسول! ہاں اگر آپ بتا دیں تو۔ فرمایا: یہ کتابیں اللہ رب العالمین کی طرف سے ہیں، سیدھے ہاتھ والی کتاب میں اہلِ جنت، اُن کے آباء واجداد کے نام اور اُن کے قبائل سے متعلق تفصیل درج ہے، پھر آخر میں ان کی اجمالی تعداد درج ہے، جس میں قیامت تک اِضافہ اور کمی ممکن نہیں ہے، پھر بائیں ہاتھ کی جانب اشارہ کر کے فرمایا: اس میں اہلِ دوزخ، اُن کے آباء واجداد کے نام اور اُن کے قبائل سے متعلق تفصیل درج ہے، پھر آخر میں ان کی اِجمالی تعداد درج ہے، جس میں قیامت تک اِضافہ اور کمی ممکن نہیں ہے، یہ سُن کر صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! عمل کی کیا ضرورت ہے، جب سب کچھ لکھا جا چکا اور امر مقدر ہو گیا؟ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے اعمال کو درست کر کے تقربِ الٰہی حاصل کرو، کیونکہ جنتی کا خاتمہ نیک عمل پر ہی ہوتا ہے اگرچہ درمیان میں کیسے ہی کام کرتا رہے اور جہنمی کا خاتمہ بد اعمالی پر ہی ہوتا ہے اگرچہ درمیان میں کتنے ہی نیک کام کرتا رہا ہو، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کتابوں کو ہاتھوں سے نیچے رکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حساب سے فارغ ہو چکا، اب جنتی جنت کے اور جہنمی جہنم کے مستحق ہو گئے ہیں"۔ (مشکوۃ المصابیح، بحوالہ ترمذی)

ترجمۂ کتاب کی وجہ:

اس کتاب کا ترجمہ فلاحِ دارین اور نفعِ مسلمین کے لیے کیا گیا ہے۔ تقریباً ایک

سال قبل فصل اول کا ترجمہ کیا، پھر بعض مصروفیات کی وجہ سے موقوف کر دیا۔ بعض احباب کو ترغیب بھی دی کہ باقی ترجمہ کر ڈالیں، تاہم مثبت جواب نہ آنے پر ہمت کر کے پھر اس کا بقیہ ترجمہ کرنا شروع کیا، جو بحمد اللہ تعالیٰ مختصر مدت میں کمپوزنگ کے ساتھ مکمل ہوا۔ ترجمہ مکمل ہونے پر احباب کے مبارک باد اور دعاؤں کے پیغامات موصول ہوئے۔ خواہش تھی کہ اس ترجمہ میں احادیث کا اضافہ کیا جائے، تاہم پھر ارادہ ترک کر دیا۔ اس میں موجود تمام احادیث کی صحت وضعف بیان کرنے کا اِرادہ تھا، لیکن یہ بھی مصروفیت کے باعث انجام نہ پا سکا۔ ہاں اب اگر کوئی مردِ مجاہد یہ کام کر دے تو مترجم پر بڑا اِحسان ہو گا۔

ایک ضروری گزارش:

کلام اللہ اور کلام رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی بھی مصنف، مؤلف، مترجم یا محقق کی تحریر پڑھتے وقت یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ "**انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے سوا کوئی بشر معصوم نہیں اور غیر معصوم سے کوئی نہ کوئی کلمہ غلط یا بیجا صادر ہونا کچھ نادر کالعدم نہیں پھر سلف صالحین وائمۂ دین سے آج تک اہلِ حق کا یہ معمول رہا ہے،** كُلٌّ مَّأْخُوْذٌ مِّنْ قَوْلِهٖ وَمَرْدُوْدٌ عَلَيْهِ اِلَّا صَاحِبُ هٰذَا الْقَبْرِ ﷺ، جس کی جو بات خلافِ اہلِ حق وجمہور دیکھی وہ اُسی پر چھوڑی اور اعتقاد وہی رکھا جو جماعت کا ہے کہ يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ، اِتَّبِعُوْا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ"۔ (ملخصاً از "فتاوی رضویہ"، جلد ۱۵، ص ۴۶۵۔۴۶۶)۔ لہٰذا یہ کتاب پڑھتے وقت بھی یہ اُصول سامنے رہے!

تعارفِ کتاب:

مصنّف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں کل ایک سو ستّر (۱۷۰) احادیث وآثار ذکر کی ہیں، اس کے علاوہ آیاتِ قرآنی سے بھی اپنے موقف پر دلائل پیش کیے ہیں۔ اس کتاب

میں تین فصول ہیں، فصل اول میں جنت و جہنم سے متعلق مختصراً گفتگو ہے، اس میں تیرہ (۱۳) احادیث ہیں، جبکہ فصل ثانی میں جنتیوں کا ذکر ہے اور اس میں ایک سو اٹھارہ (۱۱۸) احادیث مذکور ہیں، فصل ثالث جہنمیوں سے متعلق ہے، اس میں بنی آدم اور دیگر اشیاء کو علیحدہ علیحدہ ذکر کیا ہے، احادیث کی تعداد اس فصل میں اُنتالیس (۳۹) ہے۔

وصفِ کتاب:

اس کتاب کے دو نسخے ہیں، ایک مطبوع اور دوسرا مخطوط۔ احمد الخیری نے کتاب کی پہلی بار تبییض و تحقیق کا کام ۱۳۷۲ھ میں کیا اور اسے مطبعۃ السعادۃ، مصر سے اسی سن ۱۳۷۲ھ میں شائع کیا۔ محقّقِ کتاب، شیخ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ سے وابستہ ہیں، جیسا کہ مقدمۂ تحقیق میں ذکر ہے۔ مقدمۂ تحقیق میں احمد الخیری نے اپنا طریقہ کار بیان کیا ہے، بعض مقامات پر شیخ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ سے تعبیر و تشریح میں اختلاف بھی کیا ہے۔ مطبوع نسخہ کا مخطوط دار الکتب المصریہ میں رقم ۱۴۱۰ کے تحت شعبۂ حدیث میں رکھا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی تبییض کا کام ۱۰۸۹ھ، ماہِ صفر المظفر میں مکمل کیا۔ جبکہ مخطوط میں لکھا ہے کہ "اس کی جمع و ترتیب کام بروز بدھ، ۲۰/ ذوالقعدہ، ۱۰۶۹ ہجری مکمل ہوا"، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مطبوع کے ۴۴ صفحات ہیں، ہر صفحہ کا سائز ۲۰ × ۱۲ سم ہے، ہر صفحہ پر اوسطاً ۲۰ سے ۲۲ سطریں ہیں اور ہر سطر میں اوسطاً ۱۳ سے ۱۵ کلمات ہیں۔ خط واضح ہے، تاہم بعض جگہ چند کلمات مصحّف ہیں، جن کی تصحیح مخطوط سے کر کے ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا ایک خطی نسخہ مکتبۃ عبد العزیز (مدینہ منورہ) میں بھی رکھا ہے، جسے انٹرنیٹ کے ذریعے حاصل کیا گیا ہے۔

ترجمہ کرتے وقت جو کام کیے گئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ شیخ عارف باللہ عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔

۲۔ حتیٰ المقدور ترجمہ کو آسان زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ قرآنی آیات کا ترجمہ مشہور ترجمۂ قرآن "کنز الایمان" سے کیا گیا ہے۔

۴۔ ترجمہ میں حسبِ مناسب عنوانات قائم کر دیے ہیں، تاکہ قاری کی دلچسپی بر قرار رہے۔

۵۔ احمد الخیری محقّقِ کتاب کی تحقیق سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۶۔ بعض جگہ مفید حواشی کا اِضافہ کیا گیا ہے۔

۷۔ تمام احادیث و آثار کی نمبرنگ کر دی گئی ہے۔

۸۔ مطبوع نسخے کے ساتھ مکتبۃ عبد العزیز کے مخطوط نسخے سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

۹۔ مقدمہ میں چند اہم اُمور کی وضاحت کی گئی ہے۔

۱۰۔ یہ ترجمہ ایک تعارف، انتساب، مقدمہ اور فہرست موضوعات پر مشتمل ہے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

الحمد للہ تعالیٰ اس ترجمہ کو پہلی مرتبہ شائع کرنے کی سعادت "جمعیت اِشاعتِ اہلسنت، پاکستان" کے حصہ میں آرہی ہے، جو اب تک دو سو چھیالیس (۲۴۶) مختلف نایاب اور مفید کُتب و رسائل شائع کر کے پاکستان بھر میں مفت تقسیم کر چکی ہے۔ یہ ترجمہ اسی سلسلے کی دو سو سینتالیسویں (۲۴۷) کڑی ہے، اللہ تعالیٰ اسے تا قیامِ قیامت جاری و ساری رکھے اور ہمیں ان کے ساتھ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق تعاون کرتے رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

اِظہارِ تشکر:

آخر میں راقم الحروف بقیۃ السلف مفتی محمد اطہر صاحب نعیمی حفظہ اللہ کا شکر گزار ہے، کہ حضرت نے اس ترجمہ کو چیدہ چیدہ مقامات سے پڑھا، بعض جگہ اِملاء کی اِصلاح

کروائی اور ترجمہ کا مناسب نام رکھنے کے سلسلے میں رہنمائی فرمائی، اسی طرح راقم، جمیل الملۃ مفتی جمیل احمد صاحب نعیمی حفظہ اللہ کا بھی ممنون ہے، جن کی رہنمائی کے سبب مقدمہ لکھنے میں آسانی ہوئی، اس کے علاوہ راقم اپنے علم دوست واصاغر نواز مفتی محمد عطاء اللہ صاحب نعیمی حفظہ اللہ کا احسان مند ہے، جنہوں نے اس ترجمہ کو جمعیت اشاعتِ اہلسنت (پاکستان) کے مفت سلسلۂ اشاعت میں شائع کروایا۔ ان کے علاوہ ماہرِ تعلیم محمد اعجاز احمد صاحب حفظہ اللہ اور مخلص دوست مولانا محمد آصف اقبال صاحب حفظہ اللہ کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری ہے، کہ جن کے مفید مشورے ترجمے کے حسن میں اِضافہ کا باعث بنے، اللہ تعالیٰ ان سب کو دونوں جہان کی سعادتوں سے وافر حصہ عطا کرے، ان کا سایہ ہم پر تا دیر قائم ودائم رکھے اور ان کے فیوض وبرکات سے ہمیں مستفید فرمائے۔ آمین!

الراجي إلى عفو ربّه العميمي

د. حامد علي العليمي

شوال، ۱۴۳۵ھ / اگست، ۲۰۱۴ء کراچی

لَمَعَاتُ الْأَنْوَار

فِی الْمَقْطُوْعِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ وَالْمَقْطُوْعِ لَهُمْ بِالنَّار

جنتیوں اور جہنمیوں کے نام

مقدمہ از مؤلف

خطبۃ الکتاب:

تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جس نے جنت کو رہنے کا ٹھکانہ بنایا اور اس کے لیے اہل پیدا کیے اور انہیں صالح مؤمنوں کے اعمال بجالانے کی توفیق بخشی، اور جہنم کو تباہی کا ٹھکانہ بنایا اور اس کے لیے بھی اہل پیدا کیے، جنہیں اشقیاء واشرار جیسے اعمال بجالانے کی وجہ سے رسوا کیا، اللہ تعالیٰ نے ان فریقین کو لوگوں میں پوشیدہ رکھا، ان کی معیّن پہچان نہیں ہو سکتی سوائے اُن لوگوں کے جو صحیح احادیث میں منصوص ہوئے ہیں۔

درود وسلام کے نذرانے ہوں ہمارے آقا ومولیٰ محمد ﷺ پر، جو جنتیوں اور جہنمیوں کے اوصاف بیان کرنے میں بارگاہِ خداوندی کے ترجمان ہیں، ان کی آل، اصحاب، پیروکار، مددگار اور لشکروں پر بھی درود وسلام ہو جو سب کے سب سردار، ائمہ وابرار ہیں۔

أَمَّا بَعْدُ:

عالم علامہ، فہامہ، حبر، بحر علم، سند، محررِ اُصول وفروع، جامع المعقول والمنقول، عارف باللہ سیدی شیخ عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی دست گیری فرمائے، ان کی برکات سے ہمیں نفع پہنچائے اور ان کی نیک دعائیں ہمارے اور تمام مسلمانوں کے حق میں قبول فرمائے:

''میں نے کسی ایسی شخصیت کو نہیں دیکھا جس نے اُن تمام افراد کے ناموں کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ہو جنہیں نبی مختار ﷺ کی احادیث واخبار میں قیامت کے دن قطعی طور پر جنت کی بشارت دی گئی ہے اور اسی طرح اُن کے نام جنہیں قطعی طور پر جہنم کی وعید آئی ہے، لہٰذا میں نے یہ کام ممکنہ کوشش کے تحت تَوَکُّلاً عَلَی اللہِ شروع کیا۔ علماء متکلمین نے

اپنی کُتب میں اُن دس خوش نصیبوں کے ذکر پر اقتصار کیا ہے، جنہیں اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک ایک ہی حدیث میں جنت کی بشارت دی گئی ہے، حالانکہ جنت کی بشارت پانے والوں کی تعداد اس سے زیادہ ہے، جیسا کہ اس مختصر تحریر بنام ''لَمَعَاتُ[1] الْأَنْوَار فِی الْمَقْطُوْعِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ وَالْمَقْطُوْعِ لَهُمْ بِالنَّار[2]'' میں ذکر کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا اور سیدھی راہ کی ہدایت دینے والا ہے۔

ہم نے اس کتاب کو تین فصلوں میں تقسیم کیا ہے تاکہ مقصد پوری طرح حاصل ہو سکے۔

فصل اول:

جان لو کہ جنت وجہنم حق ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل وعدل کے اظہار کے لیے پیدا کیا ہے، اِس کے لیے بھی اہل پیدا کیے ہیں اور اُس کے لیے بھی، اہلِ جنت جنتیوں والے اعمال کرتے رہتے ہیں اور اُس میں داخل ہو جاتے ہیں، کبھی نوشتۂ تقدیر اُن پر غالب آتا ہے تو وہ جہنمیوں والے اعمال کرنے لگتے ہیں اور جہنم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اہلِ جہنم جہنمیوں والے اعمال کرتے رہتے ہیں اور اُس میں داخل ہو جاتے ہیں، کبھی نوشتۂ تقدیر اُن پر غالب آتا ہے تو وہ جنتیوں والے اعمال کرنے لگتے ہیں اور جنت میں داخل ہو جاتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا۔

[حدیث: ۱] حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کا مادۂ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ

---

[1] بعض کُتب میں ''لَمَعَانُ الْأَنْوَار'' لکھا ہے، جو تصحیف ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ مترجم عفی عنہ

[2] یعنی: نور کی تابشیں قطعی جنتیوں اور جہنمیوں کے بارے میں۔

رہتا ہے پھر اسی قدر خون کی پھٹک پھر اسی قدر لوتھڑا، پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتوں کا حکم فرما کر بھیجتا ہے، وہ فرشتہ اس کے کام، اُس کی موت، اُس کا رزق اور بد بخت ہے یا نیک بخت ہے، سب کچھ لکھ لیتا ہے، پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے، تم میں سے کوئی جنتیوں والے کام کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اچانک نوشتۂ تقدیر اس پر غالب آتا ہے اور وہ جہنمیوں والے کام کرنے لگتا ہے پھر اُسی میں پہنچتا ہے اور تم میں سے کوئی جہنمیوں والے کام کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس کا نوشتۂ تقدیر اُس پر غالب آتا ہے اور وہ جنتیوں والے کام کرنے لگتا ہے پھر اُسی میں داخل ہو جاتا ہے"۔
امام بخاری، مسلم، ابو داود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اسے روایت کیا۔

[حدیث: ۲] رسول اللہ ﷺ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا: "بے شک دنیا میٹھی اور ہری بھری ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی خلافت دے گا اور دیکھے گا کہ تم کیسا عمل کرتے ہو، دنیا سے بچو اور عورتوں کے بارے میں احتیاط برتو، کیونکہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں کے متعلق ہوا تھا[3]۔ پھر فرمایا: خبردار! بنی آدم مختلف طبقات پر پیدا کیے گئے ہیں، بعض وہ ہیں جو مومن پیدا ہوتے ہیں، مومن زندہ رہتے ہیں اور مومن ہی مرتے ہیں، اور

---

3 امام مُلّا علی قاری "مرقاۃ المفاتیح" میں اور شیخ محقق "لمعات التنقیح" میں لکھتے ہیں: اس فرمانِ عالی میں اُس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ ایک اسرائیلی نے اپنے چچا سے درخواست کی کہ اپنی بیٹی سے میری شادی کر دو۔ اس نے انکار کیا اس کے بھتیجے نے اُسے قتل کر دیا تاکہ اس کے مرنے کے بعد اس کی بیٹی سے نکاح کرے اور اس کے مال کا وارث بن جائے، اسی پر گائے ذبح کرنے کا واقعہ پیش آیا جو سورۂ بقرہ میں مذکور ہے۔
(مفتی احمد یار خان نعیمی، مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۲۵)۔

بعض وہ ہیں جو کافر پیدا ہوتے ہیں، کافر زندہ رہتے ہیں اور کافر ہی مرتے ہیں، اور بعض وہ ہیں جو مومن پیدا ہوتے ہیں، مومن زندہ رہتے ہیں لیکن کافر مرتے ہیں، اور بعض وہ ہیں جو کافر پیدا ہوتے ہیں، کافر زندہ رہتے ہیں لیکن مومن مرتے ہیں۔۔۔ الخ"[4]۔ امام احمد، ترمذی، حاکم اور بیہقی نے اسے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۳] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک ایک آدمی لوگوں کے دیکھنے میں تو جنتیوں والے کام کرتا ہے لیکن حقیقت میں وہ جہنمی ہوتا ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں کے دیکھنے میں تو وہ جہنمیوں والے کام کرتا ہے لیکن حقیقت میں وہ جنتی ہوتا ہے"۔
امام بخاری و مسلم نے اسے حضرت سہل ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۴] ایک روایت میں امام بخاری نے یہ کلمات زائد روایت کیے: "بے شک اعمال کا دار و مدار خاتمے پر ہے، بے شک آدمی طویل عرصے تک جنتیوں والے کام

---

4 حدیث کے مکمل الفاظ یہ ہیں: "۔۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جنہیں غصہ دیر سے آتا ہے جلدی ختم ہو جاتا ہے، اور بعض وہ ہیں جنہیں غصہ جلدی آتا ہے اور جلدی ختم ہوتا ہے، تو یہ اُس کا بدلہ ہے۔ سُن لو! ان میں سے بعض کو جلدی غصہ آتا ہے دیر سے ختم ہوتا ہے، سُن لو! ان میں سے بہتر وہ ہیں جنہیں دیر سے غصہ آئے اور جلدی ختم ہو جائے اور بُرے وہ ہیں جنہیں جلدی غصہ آئے اور دیر سے زائل ہو۔ خبردار! بعض لوگوں کا لین دَین اچھا ہے، بعض مانگتے ہیں تو اچھی طرح ہیں، لیکن ادائیگی میں اچھے نہیں۔ بعض ادا کرنے میں اچھے ہیں لیکن مانگنے میں اچھے نہیں، یہ اس کا بدلہ ہے۔ خبردار! بعض لوگ لینے اور دینے میں برے ہیں، سُن لو! جن کا لین دین اچھا ہے وہ بہتر انسان ہیں اور جن کا لین دین اچھا نہیں وہ بُرے ہیں۔ سُن لو! غصہ انسان کے دل کی ایک چنگاری ہے، کیا تم نے اس کی آنکھوں کی سرخی اور گردن کی پھولی ہوئی رگوں کو نہیں دیکھا! پس جسے غصہ آئے اسے زمین پر لیٹ جانا چاہیے"۔

کرتا ہے اور بے شک آدمی طویل عرصے تک جہنمیوں والے کام کرتا ہے"۔

[حدیث: ۵] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتنے عقل مند ایسے ہیں، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو جانا اور وہ کل نجات پائیں گے، حالانکہ لوگوں کے نزدیک وہ حقیر اور ذلیل ہیں اور کتنے عمدہ گفتگو کرنے والے[۵] خوبصورت اور عالی شان والے کل قیامت میں ہلاک ہوں گے۔ امام بیہقی نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۶] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتنے ایسے لوگ ہیں جو تلوار سے ہلاک ہوتے ہیں مگر وہ نہ شہید ہیں اور نہ تعریف کے قابل، اور کتنے ایسے ہیں جو اپنے بستر پر طبعی موت مرتے ہیں اور اللہ کے ہاں صدیق و شہید ہوتے ہیں۔ ابو نعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں اسے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۷] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہلاکت ہو میرے اُن اُمتیوں کے لیے جو یہ کہتے ہیں کہ فلاں جنتی ہے اور فلاں جہنمی۔ امام بخاری نے اسے "تاریخ" میں حضرت جعفر عبدی سے مرسلاً روایت کیا۔

[حدیث: ۸] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کے عمل سے حیرت میں نہ پڑو جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ اُس کا خاتمہ کس پر ہوا"۔ امام طبرانی نے اسے حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۹] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں اپنی اُمت کے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں کے برابر روشن اعمال لائیں گے، اللہ تعالیٰ

---

[۵] شعب الایمان اور مخطوط میں "طَرِيفِ اللِّسَانِ" ہے جبکہ مطبوع میں "ظَرِيفِ الثِّيَابِ" تصحیف ہے۔

اِن (اعمال) کو باریک باریک غبار کے ذروں کی طرح کر دے گا۔ حضرت ثوبان نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمیں اُن کی صفات بتائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اَن جانے میں اُن جیسے ہو جائیں، فرمایا: وہ تمہارے بھائی اور تمہاری طرح کے ہونگے، رات میں اُسی طرح کریں گے جیسے تم کرتے ہو، لیکن وہ لوگ ایسے ہوں گے کہ جب اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اُمور میں پڑیں گے تو انہی میں منہمک ہو جائیں گے۔ ابن ماجہ نے اسے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، اس کے راوی ثقہ ہیں۔

یہ اسی طرح وارد ہوا ہے، اس لیے کہ معاملہ نفسِ امر میں اسی طرح اُس کے لیے بھی جو کبھی جنتیوں والے کام کرتا اور کبھی جہنمیوں والے، حتیٰ کہ وہ اپنے کسی حال میں مطمئن نہیں ہوتا۔ پس اہلِ خیر، شر سے محفوظ نہیں رہتے اور اہلِ شر، خیر سے مایوس نہیں ہوتے، یہ بات انہی لوگوں کے حق میں قطعی ہے ان کے غیر کے حق میں نہیں۔ اگرچہ اصل محقَّق جس طرح تھی، اُسی طرح باقی ہے، اس کے علاوہ کی چیزوں میں احتمال ہے، اور اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے۔

اور اس لیے کہ وہ علامات جو دخولِ جنت کا تقاضا کرتی ہیں اور جن پر کسی جنتی کا انتقال ہوتا ہے، اِن میں کبھی خفیہ تدبیر اور دھوکہ بھی داخل ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ نفسِ امر میں باطل ہو چکی ہوتی ہیں، اسی طرح کا معاملہ اُن علامات کا ہے جو دخولِ جہنم کا تقاضا کرتی ہیں، جیسا کہ حدیثِ مسلم میں وارد ہوا ہے۔

[حدیث: ۱۰] امام مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا: "بے شک سب سے پہلے قیامت کے دن جس کا فیصلہ ہو گا، وہ

شہید ہے[6]، اسے لایا جائے گا، اللہ اُسے اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ پہچان لے گا پھر اللہ فرمائے گا: تونے اِن کے شکریہ میں کیا عمل کیا؟ عرض کرے گا: تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے تونے تو اس لیے لڑائی کی تھی کہ تجھے بہادر کہا جائے اور وہ کہہ لیا گیا، پھر حکم ہو گا تو اسے منہ کے بل کھینچا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور وہ جس نے علم سیکھا سکھایا اور قرآن پڑھا اسے لایا جائے گا، اللہ اسے اپنی نعمتوں کا اقرار کرائے گا، وہ اقرار کر لے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تونے شکریہ میں عمل کیا کیا؟ عرض کرے گا: علم سیکھا سکھایا تیری راہ میں قرآن پڑھا، فرمائے گا: تو جھوٹا ہے تونے اس لیے علم سیکھا کہ تجھے عالم کہا جائے، اس لیے قرآن پڑھا تاکہ قاری کہا جائے، سو وہ کہہ لیا گیا، پھر حکم ہو گا تو اسے منہ کے بل کھینچا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور وہ مرد جسے اللہ نے وسعت دی اور ہر طرح کا مال بخشا اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا اقرار کرائے گا، یہ کرلے گا فرمائے گا: تونے شکریہ میں کیا کیا؟ عرض کرے گا: میں نے کوئی ایسی راہ نہ چھوڑی جہاں خرچ کرنا تجھے پیارا ہو مگر وہاں تیرے لیے خرچ کیا، فرمائے گا: تو جھوٹا ہے تونے یہ سخاوت اس لیے کی تھی کہ تجھے سخی کہا جائے سو وہ کہہ لیا گیا، پھر حکم ہو گا تو اسے منہ کے بل کھینچا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں پھینک دیا جائے گا"۔

[6] "مرآۃ المناجیح" میں ہے: "یہ اولیت اضافی ہے نہ کہ حقیقی یعنی ریاکاروں میں سے پہلے ریاکار شہید کا فیصلہ ہو گا، لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ پہلے حساب نماز کا ہو گا یا پہلے ظلماً قتل کا حساب ہو گا، عبادات میں نماز کا، معاملات میں قتل کا اور ریا میں ایسے شہید کا فیصلہ پہلے ہے۔ الخ"۔

[حدیث: ١١] امام ابو داود اپنی سند سے حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے راوی کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "بنی اسرائیل میں دو شخص نزدیک رہا کرتے تھے، ان میں سے ایک گنہگار اور دوسرا خوب عبادت گزار تھا۔ عبادت گزار جب بھی گنہگار کو دیکھتا تو اُسے گناہ سے بچنے کے لیے کہتا۔ ایک دن اُس نے اسے کوئی گناہ کرتے ہوئے دیکھا تو رُکنے کے لیے کہا۔ گنہگار نے کہا: مجھے میرے رب پہ چھوڑ دو، کیا تم مجھ پر نگران ہو؟ عبادت گزار نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ تجھے نہیں بخشے گا یا کہا: اللہ تجھے جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ پس اللہ عزوجل نے دونوں کی روحیں قبض کر لیں، اور دونوں پروردگارِ عالم کی حضور جمع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے عبادت گزار سے فرمایا: کیا میرے اختیارات تیرے قبضے میں ہیں! جبکہ گنہگار سے فرمایا: جا میری رحمت سے تو جنت میں داخل ہو جا، اور دوسرے کے بارے میں (فرشتوں سے) فرمایا: اسے جہنم میں لے جاؤ"۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اُس نے ایسی بات کہی جس سے اُس کی دنیا اور آخرت تباہ ہو گئیں"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کے بارے میں قطعی طور پر یہ نہیں کہا سکتا کہ یہ کہ جنتی ہے یا جہنمی ہے۔ اسی لیے کتاب "الحاوی القدسی" وغیرہ میں ہے: "معین المفتی" میں ہے کہ جس نے امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شافعی ائمۂ ہُدیٰ میں سے کسی کے بارے میں یہ کہا کہ وہ قطعی جنتی ہیں، تو اُس نے خطا کی، اسی طرح جنید بغدادی، ابو یزید اور شیخ شبلی وغیرہ صالحین سے متعلق معاملہ ہے"، انتہی۔

لہٰذا ہر مکلّف پر یہ ادب واجب ہے کہ وہ تمام کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے حُسنِ ظن رکھتے ہوئے اُسی کے سپرد کر دے، اور یہ سمجھے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے محسنین پر دنیا میں انعام فرمایا ہے وہ اُنہیں اسی (انعام) پر موت دے گا اور اپنا معاملہ خوف واُمید کے درمیان

تصور کرے، نیکیاں کرے اور یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ نیک عمل کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ شیخ امام ابو بکر موصلی رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

یعنی: "اُس ذات نے مجھے ایمان کی دولت بخشی، اس سے میرا دل ٹھنڈا ہوتا ہے

کسی کا خاتمہ بُرا ہوتا ہو تو وہ احسان فرما دیتا ہے

معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ہی زیادہ راہِ سلامت ہے، اس لیے کہ وہ سب سے زیادہ اپنے بندوں کے احوال جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ہی کہنے والے کی خوبی ہے:

اُس کی اِطاعت فرض ہے، لطف کرے یا چھوڑ دے [7]

اور اُس کی گھاٹ میٹھی ہے (پینے والا) گندہ ہو یا صاف

میں نے اپنا سارا معاملہ محبوب کے سپرد کر دیا

اگر وہ چاہے تو مجھے زندہ رکھے چاہے تو فنا کر دے

[حدیث: ۱۲] رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ "ہر اُمت کے کچھ لوگ جہنمی ہوتے ہیں اور کچھ جنتی، سوائے میری اُمت کے، کہ وہ پوری جنتی ہے"۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

---

7 اصل عبارت یوں ہے: إِطَاعَتُهُ فَرْضٌ تَلَطَّفَ أَوْ جَفَا   وَمَشْرَبُهُ عَذْبٌ تَكَدَّرَ أَوْ صَفَا

محقق احمد خیری لکھتے ہیں: شاعر کا لفظِ "جفا" کہنے میں نظر ہے، اس لیے کہ ایک حدیثِ قدسی کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: اور میں جفا کرنے والا رب نہیں ہوں۔ "جفا" کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی جائے گی۔ ہاں ممکن ہے شاعر کی مراد یہاں "لطف" کا نقیض ہو یا ممکن ہے کہ یہاں "جفا" کا معنی بعض حبِ الٰہی سے سرشار افراد کے مطابق وصال کی ضد "ہجر" ہو۔

فائدہ: ہم نے متن میں اردو ترجمہ مؤخر الذکر احتمال کے مطابق کیا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس کی شرح میں امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ یہاں "اُمت" سے آپ ﷺ کی مراد وہ لوگ ہیں جو آپ ﷺ کی پیروی کریں، جیسا کہ دیگر اُمتوں میں سے اس اُمت کا اللہ تعالیٰ کی عنایت ورحمت سے مختص ہونے کا تقاضا ہے، ورنہ یقیناً کبیرہ گناہ کرنے والے بعض افراد کو عذاب دیا جائے گا، انتہی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے موحد اُمتیوں کے سر پر جب جہنم کے فرشتے، گرم پانی کی گرمی کی طرح ہوں گے تو وہ باوجود جہنم میں جانے کے گویا جنت میں ہوں گے۔

[حدیث: ۱۳] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری اُمت پر جہنم کی گرمی اس طرح ہوگی جیسے گرم پانی کی گرمی"۔ امام طبرانی نے اسے "المعجم الاوسط" میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

فصلِ ثانی:

جان لو جن لوگوں کے لیے وارد ہوا کہ وہ لوگ قیامت کے دن قطعی طور پر جنت میں داخل ہونگے، وہ بہت سے ہیں، ان میں پہلے فرشتے ہیں، جیسا کہ اہلِ جنت کے بارے میں فرمان ہے:

وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ [الرعد: ۱۳ (۲۳)] **ترجمہ:** "اور فرشتے ہر دروازے سے اُن کے پاس آئیں گے"۔

اسی طرح انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جنتی ہیں، اس لیے کہ اِن کی عصمت ثابت ہے، جس طرح فرشتوں میں ہر فرشتے کی اور تمام انبیاء کرام میں ہر نبی علیہ السلام کی خصوصیت سے عصمت ثابت ہے، یہ عصمت ان کے علاوہ کی منافی ہے۔

[حدیث: ۱۴] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں جنتی مَردوں کی خبر نہ

دے دوں، نبی جنتی ہے، شہید جنتی ہے، صدیق جنتی ہے، نومولود (مرنے والا) جنتی ہے اور وہ شخص جنتی ہے، جو اللہ کی رضا کے لیے دُور اپنے بھائی سے ملنے جاتا ہے، کیا میں تمہیں جنتی عورتوں کی خبر نہ دے دوں، محبت کرنے والی، زیادہ بچے جننے والی، زیادہ رجوع کرنے والی کہ جب ظلم کر بیٹھے تو (اپنے شوہر سے) کہتی ہے: یہ میرا ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے میں اُس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گی جب تک تم راضی نہ ہو جاؤ۔ امام دار قطنی نے اسے اپنی کتاب "افراد" میں، اور امام طبرانی نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

[حدیث: ۱۵] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبی جنتی ہے، شہید جنتی ہے، نومولود (مرنے والا) جنتی ہے اور اسلام میں پرورش پانے والا جنتی ہے۔ امام احمد اور امام ابو داود نے ایک صحابی سے اسے روایت کیا اور اس کی اسناد حَسن ہے۔

[حدیث: ۱۶] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء و مرسلین، اہلِ جنت کے سردار ہیں، شہداء اہلِ جنت کے قائد ہیں اور حاملینِ قرآن اہلِ جنت کے عرفاء ہیں۔ ابو نعیم نے حلیہ الاولیاء میں اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اسی طرح عمومی طور پر سب مسلمان مرد و عورت جنت میں داخل ہوں گے بلا کسی کی تخصیص کے، ہاں جن کے بارے میں خصوصیت وارد ہوئی اُن کا معاملہ الگ ہے، ہم اُن کا تذکرہ عنقریب کریں گے۔

[حدیث: ۱۷] اسی طرح کا عموم بہت سی چیزوں کے بارے میں بھی آیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہیں، اسّی اس اُمت کی اور چالیس دیگر تمام اُمتوں کی۔ امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے اسے بریدہ رضی اللہ عنہ سے اور امام طبرانی نے اسے ابن عباس، ابن مسعود اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۸] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حاملینِ قرآن اہلِ جنت کے عرفاء ہیں۔ حکیم ترمذی نے اسے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

رہا مسلمانوں کے بچوں کا معاملہ تو وہ سب بھی قطعی جنتی ہیں جبکہ بالغ ہونے سے پہلے انتقال کر جائیں۔

[حدیث: ۱۹] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کے بچے جنت میں ایک پہاڑ پر ہوں گے، اُن کی کفالت حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ کریں گے اور قیامت کے دن اُنہیں اُن کے والدین کے پاس لوٹا دیا جائے گا۔ امام احمد، حاکم اور بیہقی نے "کتاب البعث" میں اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اسی طرح مشرکین کے وہ بچے جو بالغ ہونے سے پہلے انتقال کر گئے، اہلِ جنت کے خادم ہوں گے۔

[حدیث: ۲۰] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مشرکین کے بچے جنتیوں کے خادم ہوں گے"۔ امام طبرانی نے معجم اوسط میں اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جبکہ امام قضاعی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا۔

[حدیث: ۲۱] ایک روایت میں یوں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے سوال کیا تو اُس نے مجھے مشرکین کے بچے جنتیوں کے خادم کے طور پر عطا کر دیے۔ امام ابو الحسن بن ملہ نے اسے "امالی" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

جہاں تک اُن بالغ مسلمانوں کا تعلق ہے، جن کے ناموں اور شخصیتوں کے بارے میں نص وارد ہوئی ہے کہ وہ جنتی ہیں، تو وہ بہت سے ہیں، ان میں صحابۂ کرام میں عشرۂ مبشرہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

[حدیث: ۲۲] جیسا کہ امام ترمذی اور ابن حبان نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابو بکر جنتی ہے، عمر جنتی ہے، عثمان جنتی ہے، علی جنتی ہے، طلحہ جنتی ہے، زبیر جنتی ہے، عبد الرحمن بن عوف جنتی ہے اور ابو عبیدہ بن الجراح جنتی ہے۔

[حدیث: ۲۳] امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب اللمع فی اسباب الحدیث" میں ذکر کیا کہ حافظ ابن عساکر نے زید بن زید سے روایت کیا کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ سے یہ کہتے ہوئے سُنا: کاش میں کسی جنتی شخص کو دیکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں جنتی ہوں، عرض کی: آپ کے بارے میں عرض نہیں کر رہا، میں جانتا ہوں کہ بے شک آپ جنتی ہیں، فرمایا: میں جنتی ہوں اور تم بھی جنتی ہو، عمر جنتی ہے، عثمان جنتی ہے، علی جنتی ہے، طلحہ جنتی ہے، زبیر جنتی ہے، عبد الرحمن ابن عوف جنتی ہے، سعد جنتی ہے، اگر میں چاہوں تو دسویں کا نام بھی بتادوں۔

[حدیث: ۲۴] امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "جامع صغیر" میں نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دس افراد جنتی ہیں، نبی جنتی ہے، ابو بکر جنتی ہے، عمر جنتی ہے، عثمان جنتی ہے، علی جنتی ہے، طلحہ جنتی ہے، زبیر بن عوام جنتی ہے اور سعد بن مالک جنتی ہے۔ امام احمد، ابو داود اور ابن ماجہ نے اسے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

یہ ذیل میں آنے والے لوگ بھی جنتی ہیں:

حضرت حسن، حسین، ان کی والدہ سیدہ فاطمہ اور اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہم۔

[حدیث: ۲۵] امام نسائی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس فرشتے نے اپنے رب سے اجازت مانگی تا کہ مجھے سلام کرے، اُس نے یہ بشارت دی کہ حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں[8] اور اِن کی والدہ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔

[حدیث: ۲۶] **حدیث:** امام نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنتی عورتوں میں افضل خدیجہ بن خویلد اور فاطمہ بنت محمد ہیں"۔

[حدیث: ۲۷] حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے خدیجہ کو ایک جنتی نہر کے کنارے ایک خیمہ میں دیکھا، جہاں نہ کوئی لغوبات ہے اور نہ مشقت۔ اسے امام طبرانی نے روایت کیا اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

[حدیث: ۲۸] حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ اسے امام احمد اور امام ترمذی نے روایت کیا، امام طبرانی نے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا، اور ابن عدی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔

[حدیث: ۲۹] **حدیث:** حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کے والد ان سے بہتر ہیں۔ امام ابن ماجہ وحاکم نے اسے روایت کیا۔

[حدیث: ۳۰] **حدیث:** حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ

8 **جنتی نوجوان:** یعنی: وہ اہلِ ایمان جن کا انتقال دنیا میں جوانی کی حالت میں ہوا۔ مترجم عفی عنہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں، مگر خالہ کے دو بیٹے عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا اور فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔ اسے امام احمد، ابو یعلیٰ، ابن حبان، طبرانی اور حاکم نے روایت کیا۔

[حدیث: ۳۱] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتی عورتوں میں افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، مریم بن عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم ہیں۔ اسے امام احمد، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدہ مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی سیدہ آسیہ بنت مزاحم کے لیے، اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کے لیے بھی قطعی جنتی ہونے کی بشارت آئی ہے۔

[حدیث: ۳۲] چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ جنت میں میرا نکاح مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی اور حضرت موسیٰ کی بہن سے کرائے گا"۔ امام طبرانی نے سعد بن جنادہ سے اسے روایت کیا۔

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جنتی ہیں: اور جن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت آئی ہے ان میں اُم المؤمنین سیدہ عائشہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

[حدیث: ۳۳] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری زوجہ عائشہ جنتی ہے۔ امام ابن سعد نے اسے مرسلاً مسلم بطین سے روایت کیا۔

اُم المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا جنتی ہیں:

[حدیث: ۳۴] انہی میں اُم المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما شامل ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھ سے جبریل نے کہا: حفصہ سے رجوع کر لیں، کیونکہ

بے شک وہ بہت زیادہ روزہ رکھنے والی اور قیام کرنے والی ہے اور یہ کہ وہ جنت میں آپ کی زوجہ ہوں گی"۔ امام حاکم نے اسے حضرت انس اور حضرت قیس بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ نبی کریم ﷺ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی تھی اور پھر رجوع کر لیا تھا۔

اہلِ حبشہ کی برکت، حضرت سیدہ اُم ایمن رضی اللہ عنہا جنتی ہیں:

آپ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی کچھ عرصہ پرورش کی، آپ اپنے والد کی وارث ہوئیں، آپ کے والد نے ان کی شادی اپنے قبیلہ میں زید بن حارثہ سے کرا دی تھی، انہیں سے اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

[حدیث: ۳۵] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جسے یہ پسند ہو کہ اُس کا نکاح کسی جنتی عورت سے ہو، تو وہ اُمِ ایمن سے نکاح کر لے"۔ امام ابن سعد نے اسے مرسلاً سفیان بن عیینہ سے روایت کیا۔

حضرت بلال مؤذنِ اسلام رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۳۶] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(معراج کی رات) میں جنت میں گیا تو کسی کے چلنے کی آواز سنی، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ فرشتوں نے عرض کی: یہ بلال ہیں۔ پھر میں دوسری جگہ جنت میں گیا تو پھر کسی کے چلنے کی آواز سُنی، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ فرشتوں نے عرض کی: یہ غمیصاء بنت ملحان ہیں"۔ امام عبد اللہ بن حمید نے اسے حضرت انس سے، داود طیالسی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

"غمیصاء" کو رمیصاء بھی کہا جاتا ہے، یہ حضرت ابو طلحہ کی زوجہ اُمِ سُلیم بنت ملحان بن خالد انصاریہ رضی اللہ عنہا ہیں، اِن کا نام نہلہ، رملہ، سہلہ، رمیثہ، ملیکہ یا بنیتہ ہے، جلیل القدر فاضل صحابیات میں سے ہیں۔ ان دونوں (حضرت بلال و سیدہ اُم سُلیم) کے لیے بھی قطعی جنتی

ہونے کی بشارت آئی ہے۔

[حدیث: ۳۷] ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(معراج کی رات) میں جنت میں گیا تو اپنے آگے کسی کے چلنے کی آواز سُنی، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ بتایا گیا: یہ بلال ہیں جو آپ سے آگے چلتے ہیں۔ امام طبرانی اور ابن عدی نے اسے حضرت ابو اُمامہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۳۸] ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معراج کی رات میں جنت میں گیا، تو اس کی ایک جانب کسی کے چلنے کی آواز سُنی، میں نے پوچھا: جبریل! یہ کون ہے؟ عرض کی: یہ بلال مؤذن ہیں''۔ امام احمد اور ابو یعلیٰ نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۳۹] ایک روایت میں یوں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(معراج کی رات) میں جنت میں گیا تو اپنے آگے کسی کے چلنے کی آواز سنی، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ بتایا گیا: یہ غمیصاء بنت ملحان ہیں''۔ امام احمد، مسلم اور نسائی نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حضرت زید بن عمرو رضی اللہ عنہ جنتی ہیں: ان کا نام زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح ہے اور یہ حضرت عمر بن خطاب کے چچازاد بھائی ہیں۔ یہ زید سعید بن زید کے جو عشرۂ مبشرہ سے ہیں، کے والد ہیں، جیسا کہ مذکور ہوا۔

[حدیث: ۴۰] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(معراج کی رات) میں جنت میں داخل ہوا تو زید بن عمرو بن نفیل کو جنت کے دوسرے درجے میں دیکھا''۔ امام ابن عساکر نے اسے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

[حدیث: ۴۱] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل زید بن عمرو کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم کرے، کیونکہ وہ دینِ ابراہیمی پر دنیا سے گئے ہیں۔ امام ابن سعد نے اسے طبقات میں حضرت سعید بن مسیب سے مرسلاً روایت کیا۔

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ جنتی ہیں: یہ حارثہ بن نعمان انصاری، بدری صحابی ہیں۔

[حدیث: ۴۲] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(معراج کی رات) میں جنت میں داخل ہوا، تو قراءت کی آواز سُنی، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ فرشتوں نے عرض کی: حارثہ بن نعمان، یہ اسی طرح نیکوکار تھے اسی طرح نیکوکار تھے''۔ امام نسائی اور حاکم نے اسے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

یہ زید بن حارثہ بن شراحیل کلبی، رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

[حدیث: ۴۳] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(معراج کی رات) میں جنت میں داخل ہوا سامنے ایک نوجوان لڑکی آئی، میں نے پوچھا: تم کس کے لیے ہو؟ عرض کی: زید بن حارثہ کے لیے''۔ رویانی اور ضیاء مقدسی نے اسے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حضرت جعفر بن ابو طالب اور حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما جنتی ہیں:

[حدیث: ۴۴] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(معراج کی رات) میں جنت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ جعفر فرشتوں کے ساتھ اُڑ رہے ہیں اور حمزہ تخت پر آرام کر رہے ہیں''۔ امام طبرانی، ابن عدی اور حاکم نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۴۵] ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(معراج کی رات) میں جنت میں داخل ہوا تو ایک خوبصورت چہرے اور (اندر سے) کالے ہونٹ والی لڑکی

کو دیکھا، میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون ہے؟ عرض کی: اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ جعفر بن ابو طالب خوبصورت چہرے اور (اندر سے) کالے ہونٹ والی عورت کو پسند کرتے ہیں، اسی لیے اللہ نے اِسے اُن کے لیے پیدا کر دیا"۔ جعفر بن احمد تیمی نے اسے "فضائل جعفر" میں روایت کیا، اور امام رافعی نے اپنی تاریخ میں اسے عبد اللہ بن جعفر سے روایت کیا۔

[حدیث: ۴۶] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے فرشتوں کو حمزہ بن عبد المطلب اور حنظلہ بن راہب کو غسل دیتے ہوئے دیکھا"۔ امام طبرانی نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۴۷] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جعفر بن ابو طالب کو فرشتے کی صورت میں دیکھا کہ وہ دو پروں کے ساتھ جنت میں فرشتوں کے ساتھ اُڑ رہے تھے۔ امام ترمذی اور حاکم نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حضرت نُعیم رضی اللہ عنہ جنتی ہیں: یہ نُعیم قرشی عدوی، قدیم الاسلام جلیل القدر صحابی ہیں، جنگِ یرموک یا اجنادین میں شہید ہوئے۔

[حدیث: ۴۸] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(معراج کی رات) میں جنت میں داخل ہوا تو نُعیم کے کھانسنے کی طرح کی آواز سُنی"۔ امام ابن سعد نے اسے ابو بکر عدوی سے روایت کیا۔ حدیث میں لفظِ "نحمة" آیا ہے، اس کا معنیٰ ایک قسم کی آواز، کھانسی یا کھنکھارنے وغیرہ آتا ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۴۹] ان کے جنتی ہونے کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے: "عمار کا خون اور گوشت آگ پر حرام کر دیا گیا ہے کہ اُسے چھوئے یا اُس کے گوشت کو

کھائے"۔ امام ابن عساکر نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

تو ثابت ہوا کہ جب جہنم میں داخل نہیں ہوں گے تو یقیناً جنت میں جائیں گے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۵۰] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک جنت تین لوگوں کی مشتاق ہے، علی، عمار اور سلمان"۔ امام ترمذی نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، یہ حدیث حسن ہے، اسے امام نووی نے تہذیب "الاسماء واللغات" میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بیان میں ذکر کیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۵۱] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عبد اللہ بن سلام دسویں جنتی ہیں"، امام احمد، طبرانی اور حاکم نے اسے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۵۲] صحیحین میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک زندہ جنتی ہے، جو زمین پر چلتا ہے اور وہ عبد اللہ بن سلام ہے"۔

حضرت عمرو بن جَموح رضی اللہ عنہ جنتی ہیں: یہ عمرو بن جموح بن زید بن حرام ہیں، جیسا کہ امام نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں ذکر کیا ہے۔

[حدیث: ۵۳] محدثین نے روایت کیا ہے کہ جب یہ شہید ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: "میں نے اسے جنت میں دیکھا ہے"۔ آپ رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر، سعد بن معاذ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہم جنتی ہیں:

[حدیث: ۵۴] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ پانچ نوجوان اہلِ جنت سے ہیں، حسن، حسین، ابن عمر، سعد بن معاذ اور اُبی بن کعب"۔ امام دیلمی نے اسے "مسند الفردوس" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حضرت عُکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۵۵] جیسا کہ امام بخاری و مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث روایت کی، جس میں یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ پر اُمتوں کے احوال پیش کیے گئے، آپ ﷺ نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی، بتایا گیا کہ یہ آپ ﷺ کی اُمت ہے، ان کے ساتھ ستر ہزار افراد بغیر حساب وعذاب کے جنت میں جائیں گے، پھر نبی کریم ﷺ نے اُن کی نشانیاں بیان کیں، فرمایا: یہ لوگ نہ غلام ہوں گے نہ غلام بنائیں گے اور نہ بد شگونی کریں گے بلکہ اپنے رب پر توکل کرتے ہوں گے۔ حضرت عکاشہ بن محصن نے عرض کی: میرے لیے دعا کیجیے کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم انہی میں سے ہو، ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: میرے لیے بھی دعا کیجیے کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے، آپ ﷺ نے فرمایا: عکاشہ تم پر اس میں سبقت لے گیا ہے۔

حضرت جُہینہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۵۶] جُہینہ ایک قبیلہ کا نام ہے، اسی نام کا ایک شخص بھی ہے جسے رسول اللہ ﷺ پہچانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے آخر میں جو شخص جنت میں جائے گا، اُس کا نام جُہینہ ہو گا، تو اہلِ جنت جہینہ کے پاس کھڑے ہو کر کہیں گے: یقین خبر ہے"۔ خطیب بغدادی نے اسے اپنی "تاریخ" میں اور امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

حضرت ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ جنتی ہیں: یہ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد اور رضاعی بھائی ہیں، آپ کا نام مغیرہ ہے۔

[حدیث: ۵۷] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو سفیان بن حارث جنتی نوجوانوں کا سردار ہے۔ امام ابن سعد نے اسے طبقات میں اور حاکم نے مناقب میں حضرت عروہ بن زبیر سے مرسلاً روایت کیا۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۵۸] یہ انصار کے خطیب تھے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ثابت بن قیس کو جنت کی بشارت دی اور انہیں بتایا کہ وہ جنتی ہیں۔ امام نووی نے اسے "تہذیب الاسماء واللغات" میں ذکر کیا ہے۔

حضرت حکیم لقمان اور نجاشی رضی اللہ عنہما جنتی ہیں:

[حدیث: ۵۹] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اہلِ حبشہ[9] (کے مسلمانوں) سے محبت کرو، کیونکہ ان میں سے تین لوگ جنتیوں کے سردار ہیں، حکیم لقمان، نجاشی اور مؤذن بلال"[10]۔ امام ابن حبان نے اسے "کتاب الضعفاء" میں اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

---

9 حدیث میں کلمہ "السودان" وارد ہوا ہے، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تعبیر "حبش" سے کی ہے اور ہم نے اسی کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ مترجم عفی عنہ

10 حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں چار کا ذکر ہے، ان میں چوتھے: "حضرت مہجع رحمۃ اللہ علیہ" ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے چچا جنتی ہیں:

[حدیث: ۶۰] اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے: "قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ سعادت مند عباس ہوں گے"۔ امام ابن عساکر نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ جب قیامت کے دن سب سے زیادہ سعادت مند ہوں گے تو یقیناً آپ بلاشبہ جنتی ہیں۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں: یہ حنظلہ بن ابی عامر بن صیفی بن مالک اوسی ہیں۔

[حدیث: ۶۱] دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے: "میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ حنظلہ بن ابی عامر کو زمین وآسمان کے درمیان آسمان کے پانی سے غسل دیتے ہیں، جو چاندی کے برتن میں تھا"۔ امام ابن سعد نے اسے طبقات میں حضرت خزیمہ بن ثابت اوسی سے روایت کیا۔ جب فرشتوں نے انہیں غسل دیا تو یقیناً آپ بلاشبہ جنتی ہیں۔

تمام اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم جنتی ہیں:

یہ سب جنتی ہیں، ان کی تعداد اور اسماءِ گرامی سیرت کی کُتب میں مذکور ہیں۔

[حدیث: ۶۲] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے بدر میں شرکت کی اُسے جنت کی بشارت دو"۔ امام دار قطنی نے اسے "کتاب الافراد" میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۶۳] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کی طرف نظر کی اور اُن سے فرمایا: جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے"۔ امام حاکم نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حدیبیہ میں شریک ہونے والے بھی جنتی ہیں:

[حدیث: ۶۴] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص کبھی جہنم میں نہ جائے گا جو بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوا"۔ امام احمد نے اسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ جب جہنم میں نہیں جائیں گے، تو یقیناً جنت میں جائیں گے۔

بیعتِ رضوان کرنے والے جنتی ہیں:

[حدیث: ۶۵] حضرت اُمِ مبشر انصاریہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت حفصہ کے پاس فرماتے سُنا: "درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی بھی ان شاء اللہ جہنم میں نہیں جائے گا"، راویہ کہتی ہیں: میں نے عرض کی: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے ان پر ناراضگی کا اظہار فرمایا، حضرت حفصہ نے کہا: اللہ فرماتا ہے: "اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو، اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ یہ بھی فرماتا ہے: "پھر ہم ایمان والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرا ہوا"۔ [مریم: ۱۹ (۷۱-۷۲)] امام مسلم اور ابن ماجہ نے اسے روایت کیا۔ اہلِ بدر کی تعداد تین سو تیرہ، ایک قول تین سو چودہ کا ہے۔

[حدیث: ۶۶] نبی کریم ﷺ نے اہلِ بدر کے بارے میں فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کی طرف نظرِ رحمت فرمائی اور اُن سے فرمایا: جو چاہو عمل کرو، تمہارے لیے جنت واجب ہو چکی یا میں نے تمہیں بخش دیا ہے"۔

[حدیث: ۶۷] حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں ہم چودہ سو افراد تھے، ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی، حضرت عمر درخت کے نیچے حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، یہ درخت ببول کا تھا، سوائے جد بن قیس کے ہم

سب سے بیعت کی، وہ اپنے اُونٹ کے نیچے چھپ گیا تھا۔

[حدیث: ۶۸] حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی اسد کے حاطب بن ابی بلتعہ کا غلام اپنے آقا کی شکایت کرنے آیا، عرض کی: اے اللہ کے رسول! حاطب ضرور جہنم میں جائے گا، آپ ﷺ نے اُس سے فرمایا: تم نے جھوٹ کہا، جس نے بدر اور حدیبیہ میں شرکت کی ہو وہ اس (جہنم) میں نہیں جائے گا"۔

[حدیث: ۶۹] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ ہر گز جہنم میں نہیں جائے گا جو بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوا"۔

[حدیث: ۷۰] حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "وہ جہنم میں نہیں جائے گا جس نے درخت کے نیچے بیعت کی"۔

کہا گیا ہے کہ بیعتِ رضوان کرنے والے پندرہ سو تھے، امام ابن عبد البر نے اسے "کتاب الاستیعاب" میں ذکر کیا ہے۔

[حدیث: ۷۱] امام ابو داود نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ جہنم میں نہیں جائے گا جس نے درخت کے نیچے بیعت کی"۔

حضرت ابو الدحداح رضی اللہ عنہ جنتی ہیں: یہ انصاری صحابی ہیں، جنہوں نے اپنا باغ اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا تھا، جس میں چھ سو کھجور کے درخت تھے، جب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سُنا:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ہے کوئی جو اللہ کو قرضِ حسن دے۔

انہیں ابو الدحداح اور ابن الدحداح کہا جاتا ہے۔

[حدیث: ۷۲] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں بہت سے کھجور کے جھکے ہوئے خوشے ابو الدحداح کے لیے ہیں"۔ امام ابن سعد نے اسے طبقات میں حضرت

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۷۳] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں بہت سے کھجور کے درخت ابو الدحداح کے لیے ہیں"۔

حضرت قُس رحمۃ اللہ علیہ جنتی ہیں: یہ قُس بن ساعدہ ایادی ہیں، انہوں نے تین سو اسی سال عمر پائی، ایک قول چھ سو سال کا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ زبر دست گرج دار آواز والے، حکیم، واعظ اور عبادت گزار بزرگ تھے۔

[حدیث: ۷۴] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قُسّ پر رحم فرمائے، وہ میرے باپ حضرت اسماعیل بن ابراہیم کے دین کے پیروکار تھے۔ امام طبرانی نے اسے غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ جسے دینِ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر موت آئی وہ یقیناً جنتی ہے۔

[حدیث: ۷۵] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ قس پر رحم کرے گویا کہ میں اُسے ایک سیاہی مائل سفید اُونٹ پر بیٹھا ہوا دیکھتا ہوں جو اُس سے ایسا شیریں کلام کرتا ہے جسے میں بیان نہیں کر سکتا"۔ ازدی نے اسے کتاب الضعفاء میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، حضور ﷺ نے یہ اُس وقت فرمایا جب ایاد کا وفد خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا، آپ ﷺ نے اُن سے قس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اُس کا انتقال ہو گیا ہے۔

حضرت اُویس بن عبد اللہ قرنی رحمۃ اللہ علیہ جنتی ہیں: "قرنی" قبیلہ کی ایک شاخ قرن کی نسبت کی وجہ سے کہلاتے ہیں۔

[حدیث: ۷۶] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عن قریب میری اُمت میں ایک شخص ہو گا جس کا نام اُویس بن عبد اللہ قرنی ہو گا، میری اُمت کے حق میں اُس کی شفاعت

بنو ربیعہ و مضر کی تعداد کے برابر ہو گی۔ ابن عدی نے اسے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

جب قیامت کے دن ان کی شفاعت کا یہ عالم ہو گا تو وہ یقیناً خود بھی جنتی ہیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[**حدیث: ۷۷**] اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: ”معاذ بن جبل قیامت کے دن علماء سے آگے ہو گا“۔ امام طبرانی اور ابو نعیم نے ”حلیہ“ میں اسے محمد بن کعب قرظی سے مرسلاً روایت کیا۔

حدیث میں لفظ ”رتوۃ“ آیا ہے جس کے مختلف معانی ہیں: تیر پھینکنے کی مسافت، ایک میل، حدِ نگاہ، ایک قدم اور ایک درجہ وغیرہ۔ جب ان کے لیے یہ اعزاز ہے تو آپ رضی اللہ عنہ یقیناً جنتی ہیں۔

حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[**حدیث: ۷۸**] یہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ بن قُصی بن کلاب قرشی ہیں۔ اُم المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا انہی کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر گئی تھیں، جیسا کہ بعثت والی حدیث میں ہے۔ حضرت ورقہ بن نوفل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا: یہ وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ پر (تورات لے کر) نازل ہوا تھا، کاش میں اُس وقت طاقت ور ہوں! کاش میں اُس وقت زندہ ہوں جب آپ کی قوم آپ کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کرے گی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ مجھے مکے میں رہنے نہیں دیں گے؟ عرض کی: نہیں، جو نبی بھی آپ کے پیغام جیسا پیغام لایا اُس کے ساتھ دشمنی کی گئی، اگر میں نے وہ دن پایا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا، پھر کچھ عرصہ بعد حضرت ورقہ کا انتقال ہو گیا۔

[**حدیث: ۷۹**] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ورقہ بن نوفل کو بُرا نہ کہو، کہ میں اُس کے لیے ایک یا دو جنتیں دیکھتا ہوں“۔ امام حاکم نے اسے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا اور کہا: یہ روایت صحیح ہے مُحدّثین نے اسے تسلیم کیا ہے۔

حضرت حبشی رضی اللہ عنہ جنتی ہیں: یہ وہ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

[**حدیث: ۸۰**] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حبشہ سے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ کو ہم پر رنگ اور نبوت کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے، آپ کیا فرماتے ہیں کہ آپ جس پر ایمان لائے ہیں، اگر میں بھی لے آؤں اور جس طرح آپ عمل کرتے ہیں میں بھی کروں تو کیا میں آپ کے ساتھ جنت میں ہوں گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو یہ اللہ کی بارگاہ سے اُس کے لیے وعدہ ہو گا، اور جس نے: سُبْحَانَ اللّٰهِ کہا، تو اُس کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اُس شخص نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم اس کے بعد ہلاک کیسے ہوں گے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، ایک شخص قیامت کے دن ایسا عمل لائے گا کہ اگر اُسے پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو اُس پر بڑا بوجھ ہو گا، پھر اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت آئے گی اور قریب ہو گا کہ وہ اُس کو کافی ہو، اللہ کی رحمت سے وہ عمل فضیلت والا نہ بنے۔ پھر یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا۝ سے وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّ مُلْكًا كَبِيْرًا۝﴾ تک (بیس آیات)۔ حبشی نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا میری آنکھیں بھی جنت میں وہی کچھ دیکھیں گی جو آپ کی آنکھیں دیکھیں گی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ یہ سُن کر حبشی رونے لگا یہاں

تک کہ اُس کی روح نکل گئی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اُسے قبر میں اُتارتے ہوئے دیکھا۔ امام طبرانی نے اسے بروایتِ ایوب بن عتبہ روایت کیا ہے۔

پانچ سو سال کا عابد جنتی ہے: وہ عابد، جس کے بارے میں حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا۔

[حدیث: ۸۱] حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کاشانۂ اقدس سے ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ابھی جبریل میرے پاس سے گئے ہیں، انہوں نے بتایا: اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! اللہ کے ایک بندے نے پانچ سو سال اللہ کی عبادت ایک جزیرے میں پہاڑ کے اوپر کی، جس کا طول تیس گز اور عرض تیس گز ہے، اور اُس کے گرد سمندر ہر جانب چار ہزار فرسخ پھیلا ہوا ہے، اللہ نے اُس کے لیے انگلی کی موٹائی برابر (زمین سے) میٹھے پانی کا چشمہ جاری کیا، جس سے میٹھا پانی نکلتا ہے اور پہاڑ کے نیچے صاف ستھرا آتا ہے اور اللہ نے اُس کے لیے ایک انار کا درخت پیدا کیا ہے جس سے ہر رات انار نکلتا ہے، وہ شخص دن میں عبادت کرتا ہے، جب شام ہوتی ہے پہاڑ سے نیچے آتا ہے وضو کرتا اور اُس درخت سے انار توڑتا ہے، اسے کھا کر پھر عبادت کرنے لگتا ہے۔ اس شخص نے موت کے وقت اپنے رب سے دعا کی کہ اُسے سجدے کی حالت میں موت آئے اور یہ کہ زمین اُس کے جسم کو کوئی نقصان نہ پہنچائے تاکہ وہ قیامت کے دن سجدے کی حالت میں اُٹھایا جائے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ نے اُس کی یہ دعا قبول فرمائی، ہم آسمان سے اُترتے اور چڑھتے اُسے اسی حالت میں دیکھتے ہیں، جب قیامت کے دن اُسے اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا تو رب فرشتوں سے فرمائے گا: میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کرو، وہ بندہ عرض کرے گا: اے رب! بلکہ میرے عمل کی وجہ سے۔ اللہ فرمائے گا: میرے بندے کو میری

رحمت سے جنت میں داخل کرو، وہ بندہ عرض کرے گا: اے رب! بلکہ میرے عمل کی وجہ سے۔ اللہ فرمائے گا: میرے بندے پر میری نعمتوں اور اُس کے عمل کا موازنہ کرو۔ (جب موازنہ کیا جائے گا) تو معلوم ہو گا کہ صرف آنکھ کی نعمت نے پانچ سو سال کی عبادت کو گھیر لیا اور پورے جسم کی نعمت کا حساب باقی ہے، اب رب فرمائے گا: میرے بندے کو جہنم میں ڈالو، پس اُسے جہنم کی طرف کھینچ کر لے جایا جائے گا تو وہ پکارے گا: اے میرے رب! اپنی رحمت سے مجھے جنت میں داخل فرما، اللہ فرمائے گا: اسے میرے بارگاہ میں واپس لاؤ، اُسے لا کر کھڑا کیا جائے گا تو اللہ فرمائے گا: بندے! تجھے کس نے پیدا کیا ہے حالانکہ تو کچھ نہیں تھا؟ وہ عرض کرے گا: میرے رب تو نے، اللہ فرمائے گا: کس نے تجھے پانچ سو سال کی عبادت کرنے کی قوت بخشی؟ وہ عرض کرے گا: میرے رب تو نے، اللہ فرمائے گا: کس نے تجھے سمندر کے بیچ ایک پہاڑ میں رکھا اور تیرے لیے کھاری پانی میں سے میٹھے پانی کا چشمہ جاری کیا اور ہر رات تیرے لیے تازہ انار نکالا حالانکہ انار سال میں ایک مرتبہ لگتا ہے؟ تو نے مجھ سے سوال کیا کہ میں تیری روح سجدے کی حالت میں قبض کی جائے، میں نے ایسا ہی کیا؟ وہ عرض کرے گا: اے رب تو نے۔ اللہ فرمائے گا: وہ سب میری رحمت ہی تو ہے اور میں تجھے اپنی رحمت ہی سے جنت میں داخل کرتا ہوں، میرے بندے کو جنت میں داخل کرو، تو میرا بہت اچھا بندہ ہے۔ پھر اللہ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اے محمد! یہ تمام اشیاء اللہ کی رحمت سے ہیں۔ امام حاکم نے اسے سلیمان بن ہرم سے انہوں نے محمد بن منکدر سے اور انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ امام حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

امام مہدی جنتی ہیں: یہ وہی امام مہدی ہیں، جن کے بارے میں احادیث میں آیا ہے۔

[**حدیث: ۸۲**] امام ابن ماجہ اپنی سُنن میں حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ہم عبد المطلب کی اولاد سے ہیں، جو اہلِ جنت کے سردار ہیں، میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی جنتی ہیں (علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام)۔

جِن صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جنتی ہیں: یہ وہ صحابی ہیں، جو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں ایک فرشتے کے ساتھ مقرر تھے، آپ کا نام ابیض ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے اپنی کتاب "الاصابۃ فی اخبار الصحابہ" میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

[**حدیث: ۸۳**] ابو علی بن اشعث کی "کتاب السنن" میں ہے: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سیدہ عائشہ سے فرمایا: اللہ تیرے شیطان کو رسوا کرے"۔ اسی حدیث میں یہ بھی ہے، حضور عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: "لیکن اللہ نے اُس پر میری مدد فرمائی اور وہ مسلمان ہو گیا اس کا نام ابیض ہے اور وہ جنتی ہے، اور ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس جنتی ہے، انتہی۔

حضرت ماعز بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جنتی ہیں:

[**حدیث: ۸۴**] یہ وہ صحابی ہیں، جن پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے زنا کی حد جاری کر وائی تھی، جیسا کہ امام ابو داود نے روایت کیا ہے۔

چنانچہ امام ابو داود حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے راوی کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں ایک اسلمی مرد (ماعز بن مالک) حاضر ہوئے اور چار مرتبہ اپنے اوپر گواہی دی کہ انہوں نے ایک عورت سے حرام کام کیا ہے۔ ہر بار نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُس سے منہ پھیر لیتے، پانچویں بار اس کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم نے اس سے صحبت کی ہے؟ عرض کی: ہاں، فرمایا: یہاں تک کہ تمہاری شرم گاہ اس کی شرم گاہ میں غائب ہو گئی؟ عرض کی: ہاں، فرمایا: جیسے سلائی سرمہ دانی میں، یا جیسے رسی کنوئیں میں غائب ہو جاتی ہے؟ عرض کی: ہاں، میں نے اس

سے اس طرح حرام کام کیا ہے، جیسے مرد اپنی بیوی سے حلال کام کرتا ہے۔ فرمایا: ایسا کہنے سے تمہارا مقصد کیا ہے؟ عرض کی: تا کہ آپ مجھے (اس گناہ سے) پاک کر دیں۔ پس آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حکم سے انہیں رجم کر دیا گیا۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دو صحابہ کو یہ کہتے سُنا کہ ایک دوسرے کہہ رہا تھا: اس شخص کو دیکھو کہ اللہ نے اس کی پردہ پوشی کی لیکن اس نے اپنی جان کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ پتھر کھائے جیسے کتے کو مارے جاتے ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خاموش ہو گئے اور کچھ دیر چلتے رہے یہاں تک کہ ایک گدھے کی لاش کے پاس سے گزرے، جس کے پاؤں اوپر کو اُٹھے ہوئے تھے، فرمایا: فلاں اور فلاں کہاں ہیں؟ دونوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم یہیں ہیں، فرمایا: دونوں اُترو اور اس گدھے کا گوشت کھاؤ، عرض کی: اے اللہ کے نبی! اسے کون کھاتا ہے؟ فرمایا: ابھی تم نے جو اپنے بھائی کی آبرو ریزی کی ہے وہ اسے کھانے سے زیادہ بُری ہے، اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! بے شک اس وقت وہ جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے"۔

ایک دیہاتی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جنتی ہیں:

یہ وہ صحابی ہیں، جنہوں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے موجبِ جنت عمل کا پوچھا تھا۔

[**حدیث: ۸۵**] چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جب میں اُس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہوں، فرمایا: اللہ کی عبادت کرو، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، فرض نماز قائم کرو، فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ اُس دیہاتی نے عرض کی: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس

پر کچھ اضافہ نہ کروں گا۔ جب وہ چلا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ وہ کسی جنتی کو دیکھے تو وہ اسے دیکھ لے۔

حضرت عمیر بن الحُمام رضی اللہ عنہ جنتی ہیں:

[حدیث: ۸۶] یہ انصاری صحابی ہیں، صحیح مسلم میں کتاب الجہاد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان کے قافلہ کی خبر لانے کے لیے بُسیسہ کو جاسوس بنا کر بھیجا، جس وقت وہ واپس آئے تو گھر میں میرے اور رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نہ تھا (راوی کا بیان ہے کہ مجھے یاد نہیں کہ حضرت انس نے آپ کی ازواج میں سے کسی کا استثنا کیا تھا)، حضرت انس کہتے ہیں کہ جاسوس نے آکر مکمل اطلاع دی، رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ہمیں ایک چیز کی طلب ہے، لہٰذا جس کے پاس سواری ہے وہ ہمارے ساتھ سوار ہو کر چلے، کچھ لوگوں نے مدینہ پر چڑھائی سے اپنی سواریاں لانے کی اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا: نہیں، صرف وہی لوگ ساتھ چلیں جن کی سواریاں یہاں موجود ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ چل پڑے اور مشرکین سے پہلے بدر پہنچ گئے۔ ادھر مشرکین بھی آ پہنچے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تک میں نہ کہوں تم میں سے کوئی شخص کسی چیز پر پیش قدمی نہ کرے، جب مشرکین قریب آ گئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس جنت کی طرف بڑھو جس کا عرض، آسمان اور زمین ہیں۔ حضرت عمیر بن حمام انصاری نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! جنت کا عرض آسمان اور زمین ہے؟ فرمایا: ہاں، انہوں نے عرض کی: آفرین آفرین! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اس کلمہ کی تحسین کہنے کی کیا وجہ ہے؟ عرض کی: اے اللہ کے رسول! خدا کی قسم! میں نے یہ کلمہ اس اُمید پر کہا ہے کہ میں جنتی ہو جاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ

تم جنتی ہو، حضرت عمیر نے اپنے ترکش سے کچھ کھجوریں نکال کر انہیں کھانا شروع کیا پھر کہا: اگر میں ان کھجوروں کو ختم کرنے تک زندہ رہا تو زندگی لمبی ہو جائے گی، پھر انہوں نے ان کھجوروں کو پھینکا اور لڑائی میں شامل ہوئے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

سیدہ اُم رُمان رضی اللہ عنہا جنتی ہیں:

یہ اُمِ رُمان بن عامر بن عویمر بن عبد شمس کنانیہ، اُم المؤمنین سیدہ عائشہ اور حضرت عبد الرحمن کی والدہ محترمہ اور حضرت امیر المؤمنین ابو بکر رضی اللہ عنہم کی زوجہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ذوالحجہ ۶ ہجری میں ہوا، نبی کریم ﷺ اِن کی قبر میں اُترے اور ان کے لیے استغفار کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا ہجرت سے پہلے اسلام لائی تھیں۔

[حدیث: ۸۷] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ وہ حورِ عین میں سے کسی عورت کو دیکھے تو وہ اُمِ رُمان کو دیکھ لے۔ امام ابن سعد نے اسے قاسم بن محمد سے مرسلاً روایت کیا۔ نیز امام ابو نعیم نے اسے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

جب آپ رضی اللہ عنہا حورِ عین ہیں تو یقیناً جنتی ہیں اور بے شک حورِ عین جنتیوں کی عورتیں ہیں۔

وہ خاتون جنتی ہے، جسے مرگی کا دورہ پڑتا تھا:

[حدیث: ۸۸] حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں!، فرمایا: یہ سیاہ فام عورت، جو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے جس کی وجہ سے میرا ستر کُھل جاتا ہے، آپ میرے لیے دعا کیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو اس پر صبر کرو اور تم کو جنت ملے

گی اور اگر تم چاہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو صحت عطا فرمائے گا، اس عورت نے عرض کی: میں صبر کرتی ہوں، لیکن میرا ستر کھل جاتا ہے، آپ دعا کیجیے کہ میرا ستر نہ کھلے، آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمادی۔ امام بخاری و مسلم نے اسے روایت کیا۔

یہ وہ احادیث ہیں، جو ہمیں اس باب اُن لوگوں کے بیان میں ملی ہیں، جن کے لیے قطعی جنت کی بشارت آئی ہے۔ نیز یہ بشارت انہی افراد سے خاص نہیں ہے بلکہ بہت سے دیگر بھی ہیں، بلکہ جو کچھ حدیث میں وارد ہوا اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ تمام صحابہ اور تابعین قطعی جنتی ہیں، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

[حدیث: ۸۹] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُس مسلمان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے یا میری زیارت کرنے والے کو دیکھا۔ امام ترمذی اور ضیاء مقدسی نے اسے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ امام ترمذی اپنی "سُنن" میں اسے ذکر کرنے کے بعد فرمایا: طلحہ بن خراش کا بیان ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ کی زیارت کی ہے۔ اور موسیٰ بن ابراہیم بن کثیر انصاری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ بن خراش کی زیارت کی ہے۔ یحییٰ کا بیان ہے کہ مجھ سے موسیٰ بن ابراہیم نے کہا کہ تم نے میری زیارت کی ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے (بخشش کی) اُمید لگائے ہوئے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الاصابۃ فی اخبار الصحابۃ" کی ابتدا میں لکھتے ہیں: ابو محمد بن حزم نے کہا کہ تمام صحابہ قطعاً جنتی ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ

ترجمہ: "تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے

خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنّت کا وعدہ فرما چکا"۔ [الحدید: ۵۷ (۱۰)]

اللہ تعالیٰ نے جن سے "حُسنیٰ" (جنت) کا وعدہ کیا اُن کے بارے میں فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝

ترجمہ: "بے شک وہ جن کے لیے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا، وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں"۔ [الانبیاء: ۲۱ (۱۰۱)]

ان آیات سے ثابت ہوا کہ تمام صحابہ جنتی ہیں اور ان میں سے ایک بھی جہنم میں نہیں جائے گا، اس لیے کہ مذکورہ آیات میں انہی سے خطاب کیا گیا ہے۔ لہٰذا صحابی کی تعریف میں رسول اللہ ﷺ کو "حالتِ ایمان" میں دیکھنے کی شرط سے کافر نکل جاتے ہیں اسی طرح وہ لوگ بھی جو ایمان لانے کے بعد مرتد ہوئے اور اسی حالت میں مرے۔ اسی طرح تابعی کی تعریف میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ جس نے اُسے دیکھا جس نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی، یعنی: تابعی وہ ہے جس نے حالتِ ایمان میں کسی صحابی کو دیکھا اور حالتِ ایمان پر ہی دنیا سے گیا۔ پس جسے آگ نہ چھوئے وہ جہنم میں کبھی داخل نہیں ہو گا، لہٰذا وہ قطعی جنتی ہوا۔ رہا یہ کہ صحابہ و تابعین میں کوئی خطاکار ہو تو یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے اس خطا سے توبہ کرنے کو آسان کر دیا ہو پس توبہ کے بعد اُس کا انتقال ہوا۔ ممکن ہے ان میں ایسے بھی ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ بلا توبہ کیے بھی بخش دے، جیسا کہ وہ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ

ترجمہ: "بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے، اور کفر سے کم تر جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے"۔ [النساء: ۴ (۴۸)]

رسول اللہ ﷺ کا ان جنتیوں کی خبر دینا آپ ﷺ کی من جملہ غیب کی خبروں میں سے ہے، اور بے شک آپ ﷺ کو غیب کی خبریں ملنا ثابت و متحقّق ہے۔

تنبیہ: احادیث میں انسانوں کے علاوہ کچھ دنیاوی چیزوں کے بارے میں بھی وارد ہوا ہے کہ یہ جنتی ہیں اور جنت میں ہوں گی، ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

منبرِ نبی ﷺ جنتی ہے:

[حدیث: ۹۰] نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میرا یہ منبر جنت کے بلند باغوں میں سے ایک باغ پر ہے"۔ امام احمد نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ حدیث میں لفظ "ترعۃ" آیا ہے، جس کا معنی ہے اونچی جگہ پر لگا ہوا باغیچہ۔

[حدیث: ۹۱] ایک روایت میں ہے: "میرے منبر کی بنیادیں جنت میں برقرار رہنے والے رزق پر ہیں"۔ امام احمد اور نسائی نے اسے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور امام طبرانی اور حاکم نے حضرت ابو واقد لیثی سے روایت کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے گھر اور منبر کے درمیان کا حصہ جنتی ہے:

[حدیث: ۹۲] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے گھر اور منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ امام بخاری، مسلم اور نسائی نے اسے حضرت عبد اللہ بن زید مازنی سے اور امام ترمذی نے حضرت علی و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔

حجرِ اسود جنتی ہے:

[حدیث: ۹۳] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حجرِ اسود جنتی ہے"۔ امام احمد نے اسے حضرت انس سے اور امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔

[حدیث: ۹۴] ایک روایت میں ہے: "حجرِ اسود جنتی پتھر ہے"۔ امام بزار اور طبرانی نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۹۵] ایک روایت میں ہے: "حجرِ اسود جنتی ہے اور یہ برف سے زیادہ سفید تھا، لیکن مشرکین کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا"۔ امام احمد اور ابن عدی نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۹۶] ایک روایت میں ہے: "حجرِ اسود جنتی پتھروں میں سے ہے، اس کے علاوہ زمین پر کوئی جنتی پتھر نہیں ہے، یہ پانی کی طرح سفید تھا اگر جاہلیت کی ناپاکی اس سے مس نہ کی گئی ہوتی تو جو مصیبت زدہ اسے چھوتا صحت یاب ہو جاتا"۔ امام طبرانی نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۹۷] ایک روایت میں ہے: "حجرِ اسود جنت کے سفید یاقوتوں میں سے ایک ہے، مشرکین کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا، قیامت کے دن یہ اُن کی گواہی دینے والا ہو گا جس نے دنیا میں اسے استلام کیا اور بوسہ لیا"۔ امام ابن خزیمہ نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

رُکن اور مقامِ ابراہیم علیہ السلام جنتی ہیں:

[حدیث: ۹۸] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک رُکن اور مقامِ ابراہیم دو جنتی یاقوت ہیں، اللہ نے ان کا نور بُجھا دیا ہے اگر وہ اِن کا نور نہیں بجھاتا تو ان سے مشرق و مغرب کا درمیان روشن ہو جاتا"۔ امام احمد، ترمذی، ابن حبان اور حاکم نے اسے حضرت ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۹۹] ایک روایت میں ہے: ”رُکن اور مقامِ ابراہیم دو جنتی یاقوت ہیں“۔ امام حاکم نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اُحد پہاڑ جنتی ہے: یہ مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل کی مسافت پر ہے۔

[حدیث: ۱۰۰] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اُحد جنت کے ستونوں میں سے ایک ہے“۔ امام ابویعلیٰ اور طبرانی نے اسے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۰۱] ایک روایت میں ہے: ”اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اُس سے محبت کرتے ہیں، وہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے، اور یہ عیر ہم سے بغض رکھتا ہے اور ہم اس سے بغض رکھتے ہیں اور یہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے“۔ امام طبرانی نے اسے حضرت ابی عبس بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۰۲] ایک راویت میں ہے: ”بے شک اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اُس سے، اور وہ جنت کے بلند باغوں میں سے ایک باغ پر ہے، اور عیر جہنم کے بلند حصوں میں سے ایک حصہ پر ہے“۔ امام ابن ماجہ نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

وادیِ بطحان جنتی ہے:

ایک قراءت میں باء کے پیش کے ساتھ ”بُطحان“ ہے۔ روایتِ محدثین میں یہ مدینے کی ایک وادی ہے۔ قاموس میں ہے کہ اس کا درست اِعراب باء کے زبر اور زیر کے ساتھ ”بَطِحان“ ہے۔

[حدیث: ۱۰۳] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بطحان جنت کے حوضوں میں سے ایک حوض پر ہے“۔ امام بزار نے اسے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

بیت المقدس کی چٹان جنتی ہے:

[حدیث: ۱۰۴] یہ چٹان کھجوروں کے ایک باغ میں ہے اور یہ باغ جنت کی نہروں میں سے فرعون کی بیوی سیدہ آسیہ بنت مزاحم اور سیدہ مریم بن عمران کے باغ کے نیچے سے بہتی ہوئی ایک نہر سے ہے۔ یہ دونوں قیامت تک اہلِ جنت کے ہاروں کی موتیاں پروتی رہیں گی۔ امام ابن حبان نے اسے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

قزوین شہر جنتی ہے: یہ ایک بڑا اور مشہور شہر ہے۔

[حدیث: ۱۰۵] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قزوین میں جہاد کرو کہ بے شک یہ بلند جنتی دروازوں پر ہے“۔ امام ابن ابی حاتم نے اسے فضائل قزوین میں حضرت بشر بن سلمان کوفی سے روایت کیا۔

دریائے سیحان، جیحان، فُرات اور نیل جنتی ہیں:

[حدیث: ۱۰۶] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سیحان، جیحان، فُرات اور نیل جنتی دریا ہیں“۔ امام مسلم نے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۰۷] ایک روایت میں ہے: ”چار دریا جنت سے نکالے گئے ہیں: فُرات، نیل، سیحان اور جیحان“۔ امام احمد نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

سیحان مصیص کے نواحی علاقہ میں ہے اور جیحان مقامِ ادنہ میں ہے، (جو انطاکیہ اور روم کے درمیان ہے) یہ دونوں سیحون اور جیحون کے علاوہ ہیں، سیحون ہند یا سندھ میں ہے، جبکہ جیحون بلخ میں۔

[حدیث: ۱۰۸] ایک روایت میں ہے: ”ہر دن فُرات میں جنت کی برکتیں نازل ہوتی ہیں“۔ امام ابن مردویہ نے اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۰۹] ایک روایت میں ہے: "ہر روز فُرات میں برکاتِ جنت سے حصے نازل ہوتے ہیں"۔ امام خطیب بغدادی نے اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

غرس کا کنواں (بئرِ غرس) جنتی ہے: یہ کنواں مقامِ غرس اور مسجدِ قباء کے درمیان آدھے میل کی مسافت پر واقع ہے۔

[حدیث: ۱۱۰] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بہترین کنواں، غرس کا ہے، یہ جنتی چشموں میں سے ہے اس کا پانی نہایت پاکیزہ ہے"۔ امام ابن سعد نے اسے حضرت عمر بن حکم سے مرسلاً روایت کیا۔

جنوب کی ہوا جنتی ہے:

[حدیث: ۱۱۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنوب کی ہوا جنتی ہے، یہ بادلوں کو بار دار کرنے والی ہوا ہے، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے[11]، شمال کی ہوا جہنم کی ہے، جو اُس سے نکلتی ہے اور جنت کے پاس سے گزرتی ہے تو اس سے جنت کا ایک جھونکا ملتا ہے جس سے وہ ٹھنڈی ہو جاتی ہے"۔ امام ابن ابی الدنیا نے اسے "کتاب السحاب" میں، امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے "کتاب العظمۃ" میں اور امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

---

11 اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر یوں فرمایا ہے:

وَاَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَیْنٰکُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِیْنَ ○ [الحجر: ۱۵ (۲۲)]

ترجمہ: "اور ہم نے ہوائیں بھیجیں بادلوں کو بارور کرنے والی، تو ہم نے آسمان سے پانی اتارا پھر وہ تمہیں پینے کو دیا اور تم کچھ اس کے خزانچی نہیں"۔

ریحِ ولد جنتی ہے:

[حدیث: ۱۱۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ریحِ ولد جنتی ہوا ہے"[12]۔ امام طبرانی نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

بھیڑ جنتی ہے:

[حدیث: ۱۱۳] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بھیڑ جنتی چوپایوں میں سے ہے، اس سے مٹی دور کرو[13] اور اس کے باڑے میں نماز پڑھو"۔ خطیب بغدادی نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

عجوہ جنتی ہے:

[حدیث: ۱۱۴] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عجوہ جنتی ہے اور اس میں زہر سے شفا ہے اور کھمبی بھی مَنّ[14] کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے، عربی کالا

---

12 "فیض القدیر" میں زیرِ حدیثِ مذکور لکھا: "ممکن ہے یہ خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں ہو، خصوصاً سیدہ فاطمہ زہرا اور اُن کے شہزادوں میں رضی اللہ عنہم، اس لیے کہ آپ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں جنتی پھلوں کا مزا (یعنی: خوشبو) تھا، اسی وجہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو "ابو الریحانتین" دو خوشبوؤں والا کہا جاتا تھا۔ یا پھر ممکن ہے کہ یہ مسلمان کی ہر نیک اولاد کے لیے ہو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں بنایا تھا۔۔۔ اولاد آدمی کی کمائی ہے اور پاک کمائی اور نیک عمل جنت میں جانے کا سبب اور اُس کے لیے زادِ راہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

13 معجم طبرانی میں اس کے بعد یہ الفاظ بھی ہیں: "بے شک یہ رحمن کی طرف سے برکت ہے"۔

14 ہم یہاں کھمبی اور منّ کی تعریف لکھتے ہیں: چنانچہ "کھمبی" ایک قسم کی سفید نبات جو برسات میں خود بخود اُگ آتی ہے (اردو لغت)۔ انگریزی میں اسے "Mushroom" کہا جاتا ہے۔

=

بھیڑ عرق النساء سے شفا ہے، (مریض کو) اس کا گوشت کھلایا جائے اور تھوڑی تھوڑی شوربے کی یخنی پلائی جائے"۔ امام بخاری نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۱۵] ایک روایت میں ہے: "عجوہ جنتی پھل ہے"۔ امام ابو نعیم نے اسے "طبِ نبوی" میں سیدہ بریدہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۱۶] ایک روایت میں ہے: "عجوہ، پہاڑی اور شجرہ جنتی ہیں، ان دونوں میں زہر سے شفا ہے، اور کھمبی بھی مَنّ کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے"۔ امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ جبکہ امام احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے اسے حضرت ابو سعید خدری اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کیا ہے۔

"پہاڑی" سے مراد بیت المقدس کی پہاڑی ہے، شجرہ سے مراد کرمہ یا بیعت رضوان والا درخت ہے۔

[حدیث: ۱۱۷] ایک روایت میں ہے: "زمین پر تین چیزیں جنتی ہیں، عجوہ کا درخت، حجرِ اسود اور وہ اوراق جو ہر روز فرات میں جنت سے اُترتے ہیں"۔ خطیب بغدادی نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

=

جبکہ **مَنّ:** تُرنجبین (قدرتی شکر جو اُونٹ کٹارے کے کانٹوں پر شبنم کی طرح جم جاتی ہے) کی طرح ایک میٹھی چیز تھی، جو روزانہ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک بنی اسرائیل کے ہر شخص کے لیے آسمان سے نازل ہوتی تھی، لوگ اس کو چادروں میں لے کر دن بھر کھاتے رہتے۔ (خزائن العرفان وفیروز اللغات)

کھمبی اور مَنّ جنتی ہیں:

[حدیث: ۱۱۸] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کھمبی بھی منّ کی ایک قسم ہے اور منّ جنت سے آیا اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے"۔ امام ابو نعیم نے اسے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۱۹] یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جنت مشرق میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت مشرق میں ہے"۔ امام دیلمی نے اسے "مسند الفردوس" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۲۰] یہ بھی وارد ہوا ہے کہ مسجدیں جنت کے باغات ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت کے باغات، مساجد ہیں"۔ امام ابو الشیخ نے اسے "کتاب الثواب" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۲۱] یہ بھی وارد ہوا ہے کہ ذکر کی مجالس، جنت کے باغات ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو پھل چُن لیا کرو، صحابہ نے عرض کی: جنت کے باغات کیا ہیں؟ فرمایا: علم کی مجالس"۔ امام طبرانی نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۲۲] یہ وارد ہوا ہے کہ تلواریں جنت کی چابیاں ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تلواریں جنت کی چابیاں ہیں"۔ امام ابو بکر شافعی نے اسے "کتاب الغیلانیات" میں اور امام ابن عساکر نے اسے حضرت یزید بن شجرہ رہاوی سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۲۳] ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت تلواروں کے سائے میں ہے"۔ امام حاکم نے اسے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۲۴] یہ بھی وارد ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "معراج کی رات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انہوں نے پوچھا: اے جبریل! تمہارے ساتھ کون ہے؟ عرض کی: یہ محمد (ﷺ) ہیں، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے نبی! اپنی اُمت کو حکم فرمائیں کہ وہ جنت کے درخت زیادہ لگائیں کہ اس کی مٹی پاک اور اس کی زمین وسیع ہے۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا: جنت کے درخت کیا ہیں؟ فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ کہنا"۔ امام احمد نے اسے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت کیا، اور امام ابن ابی الدنیا نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۲۵] حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا پتہ نہ بتادوں؟ عرض کی: وہ کیا ہے؟ اے اللہ کے رسول!، فرمایا: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ کہنا"۔ امام احمد اور طبرانی نے اسے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۲۶] البتہ طبرانی کے الفاظ یوں ہیں: "کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کا نہ بتادوں؟۔۔۔ الخ"۔ ان دونوں کی اسناد صحیح ہیں۔

[حدیث: ۱۲۷] حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ" کہا، اُس کے لیے جنت میں ایک درخت لگادیا جاتا ہے"۔ امام بزار نے اسے اسناد حَسن کے ساتھ روایت کیا۔

[حدیث: ۱۲۸] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے "سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ" کہا، اُس کے لیے ہر کلمہ کے بدلے جنت میں ایک درخت لگادیا جاتا ہے۔ امام طبرانی نے اسے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۲۹] حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جہاد کے بارے میں مشورہ لینے حاضر ہوا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ میں نے عرض کی: ہاں، فرمایا: انہی کی خدمت لازم کرلو کہ بے شک جنت انکے قدموں میں ہے"۔ امام طبرانی نے اسے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا۔

[حدیث: ۱۳۰] حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے ایک شخص آیا اور بولا: میری ایک بیوی ہے، میری ماں مجھے اُسے طلاق دینے کو کہتی ہے، حضرت ابو الدرداء نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا: باپ جنت کا وسطی دروازہ ہے، پس اگر تم چاہو تو یہ دروازہ ضائع کردو یا اس کی حفاظت کرو"۔ امام ابن ماجہ اور ترمذی نے اسے روایت کیا، اور الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔

[حدیث: ۱۳۱] امام ابن ماجہ کہتے ہیں کہ سفیان نامی راوی نے کبھی "میری ماں" کہا اور کبھی "میرا باپ"۔ امام ترمذی نے اسے روایت کرکے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

میں (مصنّف) کہتا ہوں کہ یہاں ارادہ اسی پر اختصار کا نہیں ہے، یہ تو بس عقل والوں کے لیے نصیحت کا سامان ہے۔

فصلِ ثالث: جان لو کہ قیامت کے دن قطعی جہنم میں جانے والے بہت سے ہیں۔ ان میں سے کچھ ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں:

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ یا حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی نبی کے منکر، یا کسی ضرورت دینی[15] کے منکر جہنمی ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختلف

---

[15] **ضروریاتِ دین:** وہ دینی مسائل جن کو عوام وخواص سب جانتے ہوں، مثلاً اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، =

طریقوں سے شرک کرنے والے جہنمی ہیں، اللہ تعالیٰ کُفّار کے لیے فرماتا ہے:

وَ سِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ ترجمہ: "اور کافر جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے گروہ گروہ"۔ [الزمر: ۳۹ (۷۱)]

اور اللہ تعالیٰ مشرکوں کے لیے فرماتا ہے:

مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ترجمہ: "جو اللہ کا شریک ٹھہرائے، تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی"۔ [المائدة: ۵ (۷۲)]

ان کے علاوہ بے شمار نُصوص ایسی ہیں جن میں مطلقاً کافروں اور مشرکوں کے جہنمی ہونے کا ثبوت ہے۔

[حدیث: ۱۳۲] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کبھی تم کافر کی قبر سے گزرو تو اُسے آگ کی وعید سُنادو"۔ امام ابن ماجہ نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور امام طبرانی نے اسے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

ایک حدیث میں جہنمیوں کے عمومی اوصاف کا ذکر آیا ہے۔

[حدیث: ۱۳۳] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتادوں! ہر سخت دل، متکبر، مال جمع کرنے والا اور بھلائی سے منع کرنے والا جہنمی ہے۔ کیا میں تمہیں جنتیوں کے بارے میں نہ بتا دوں! ہر مسکین کہ اگر کوئی قسم اُٹھالے تو اللہ ضرور اُسے پورا کرے"۔ امام طبرانی نے اسے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

=

رسول اللہ کی ختمِ نبوت، آخرت، نماز اور روزہ وغیرہ۔ "عوام" سے مراد وہ لوگ ہیں جو دینی مسائل سے ذوق وشُغل رکھتے ہوں اور علماءِ کرام کی صحبت سے فیض یاب ہوں۔ (ملخصًا از فتاویٰ رضویہ، ج۱، ص۲۳۹۔۲۴۳)۔

جَمَّاع: بہت زیادہ مال جمع کرنے والا۔

مَنُوْع: مال دینے سے بہت زیادہ منع کرنے والا اور بخل کرنے والا۔

[حدیث: ۱۳۴] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ظلم کرنے والے اور اُن کے مدد گار جہنم میں جائیں گے"۔ امام حاکم نے اسے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

منافقین جہنمی ہیں[16]:

اسی طرح وہ منافق لوگ جو اسلام وایمان کا اظہار کرتے ہیں اور اُن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا انکار، شرک یا شریعت کی کسی ضروری چیز کا انکار ہوتا ہے، یا یہ شریعت کے کسی ایسے امر کا استخفاف کرتے ہیں، جسے کرنے کا حکم ہے یا جسے کرنے کی ممانعت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

16 منافق کی دو قسمیں ہیں: ۱) جو اصلی کافر ہے، مگر بظاہر کلمہ پڑھتا اور دل میں اس کا اِنکار کرتا ہے، آخرت کے اعتبار سے یہ قسم سب سے بدتر ہے۔ ایسے کے حق میں نازل ہوا: **ترجمہ:** "بیشک منافقین سب سے نیچے طبقۂ دوزخ میں ہیں"۔ [النساء۴: (۱۴۵)]

۲) مُرتد: جو کلمہ گو ہو کر کُفر کرے، کہ کلمۂ اسلام اب بھی پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے پھر بھی اللہ **عزوجل یا رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا **کسی نبی** کی توہین کرتا ہے یا **ضروریاتِ دین** میں سے کسی شئے کا منکر ہے۔ حکمِ دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے، ان میں سب سے بدتر یہ **مرتد منافق** ہے، یہی وہ ہے کہ اس کی صحبت زیادہ نقصان دہ ہے کہ یہ مسلمان بن کر کُفر سکھاتا ہے، خصوصاً آج کل کے بدمذہب کہ اپنے آپ کو خاص **اہلسنت** کہتے ہیں، نماز روزہ ہمارا سا ادا کرتے ہیں، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس رسول معظم ﷺ کو گالیاں دیتے ہیں، یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں، ہوشیار خبر دار! مسلمانو! اپنا دین بچاؤ اِن سے۔۔۔!۔ (ملخصًا از فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۳۲۷۔۳۲۹)۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ [النساء: ۴ (۱۴۵)] ترجمہ: "بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں ہوں گے"۔

[حدیث: ۱۳۵] رسول اللہ ﷺ کے فرامین میں منافق کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس میں تین خصلتیں ہوں وہ منافق ہے اگرچہ روزہ رکھے، نماز پڑھے اور حج و عمرہ ادا کرے اور کہے میں مسلمان ہوں، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب اُس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے"۔ ائمۂ صحاح ستہ نے اسے ایمان کے بیان میں روایت کیا۔ ابو الشیخ نے اسے توبیخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۳۶] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "منافق نہ چاشت کی نماز پڑھتا ہے اور نہ قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ"۔ امام دیلمی نے اسے مسند الفردوس میں حضرت عبد اللہ بن جراد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۳۷] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "منافق اپنی آنکھوں پر قدرت رکھتا ہے، جب چاہے رو دیتا ہے"۔ اسے بھی امام دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۳۸] منافق کی علامت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے دل سے رحمت نکال دی ہے، جیسا کہ ابن حامد نے "دلائل النبوۃ" میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اُونٹ دوڑتا ہوا آیا اور رسول اللہ ﷺ کی سواری کے ساتھ کھڑا ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اُونٹ! اطمینان کر، اگر تو سچا ہے تو یہ سچائی تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو جھوٹا ہے تو تجھ پر اس

جھوٹ کا وبال ہے، اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھ کہ اللہ نے ہم میں سے پناہ مانگنے والے کو امان بخشا ہے اور (اُس کی پناہ کو) ڈھال بنانے والا کبھی خائب نہیں ہوتا۔ صحابہ کہتے ہیں: ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ اُونٹ کیا کہتا ہے؟ فرمایا: جن لوگوں کا یہ اونٹ ہے، انہوں نے اسے نحر کر کے اس کا گوشت کھانے کا ارادہ کیا ہے، پس یہ اُن سے بھاگ آیا ہے اور تمہارے نبی سے مدد مانگی ہے۔ صحابہ کہتے ہیں کہ ہم اسی طرح بیٹھے تھے کہ جن کا اُونٹ تھا وہ پیچھا کرتے آ گئے۔ جب اونٹ نے اُن لوگوں کو دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کی بار گاہ میں امان کے لیے آ گیا، انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ ہمارا اونٹ ہے، جو تین دن سے بھاگا ہوا ہے اور ہمیں آپ کی بار گاہ میں ملا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جان لو یہ مجھ سے شکایت کر رہا ہے، انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا: یہ کہتا ہے کہ یہ تم میں اچھے حالات میں پلا بڑھا ہے، تم گرمیوں میں اس پر سوار ہو کر چارے کے مقام تک جایا کرتے تھے، جب سردی کا موسم آتا تو تم اس پر سوار ہو کر مقام دقّاء تک آتے، جب یہ بڑا ہوا تو تم لوگوں نے اسے اونٹنیوں سے جفتی کرانے کے لیے استعمال کیا، تو اللہ نے تمہیں اس کے سبب بہت سے چرنے والے اونٹ عطا کیے۔ اب جب کہ اس سال قحط پڑ گیا ہے تو تم نے اسے نحر کر کے اس کا گوشت کھانے کا ارادہ کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: اللہ کی قسم! معاملہ اسی طرح ہے، اے اللہ کے رسول!، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک غلام کا اپنے آقاؤں میں یہ بدلہ تو نہیں ہوتا، پس انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم نہ اسے بیچیں گے اور نہ نحر کریں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے جھوٹ کہا، اس نے تم سے مدد مانگی تم نے نہ کی اور میں تم سے بڑھ کر رحمت کرنے والا ہوں، بے شک اللہ نے منافقوں کے دلوں سے رحمت کو نکال کر اسے مؤمنوں

کے دلوں میں ڈال دیا ہے، اس کے بعد آپ ﷺ نے اُس اونٹ کو سو درہم کے بدلے خرید لیا اور فرمایا: اے اونٹ! جا، تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد ہے، وہ اونٹ چیخا اور حضور ﷺ نے فرمایا: آمین، وہ پھر چیخا اور حضور ﷺ نے فرمایا: آمین، وہ پھر چیخا اور حضور ﷺ نے فرمایا: آمین، پھر چوتھی مرتبہ وہ چیخا تو آپ ﷺ رونے لگے، ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ فرمایا: کہتا ہے: اے نبی! اللہ آپ کو اسلام اور قرآن کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے، میں نے اس پر کہا: آمین، پھر اس نے کہا: اللہ قیامت کے آپ کی اُمت کا رُعب ساکن کرے جس طرح میرا رُعب ساکن ہوا، میں نے کہا: آمین، پھر اُس نے کہا: اللہ آپ کی اُمت کے خون کی حفاظت فرمائے، جس طرح میرا خون محفوظ رہا، میں نے کہا: آمین، پھر اُس نے کہا: اللہ آپ کی اُمت کی تباہی اُن میں نہ رکھے، تو میں رو دیا، اس لیے کہ بے شک میں نے اپنے رب سے یہ سب مانگا تو اُس نے مجھے سوائے اس آخری چیز کے سب عطا فرما دیا۔

وہ جہنمی لوگ جو اپنے نام یا القاب کے ساتھ معیّن ہیں کہ وہ جہنم میں جائیں گے، اُن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

بلی کو بند رکھنے والی جہنمی ہے: یہ عورت قبیلۂ حمیر کی ہے، جسے نبی کریم ﷺ جانتے ہیں۔

[حدیث: ۱۳۹] آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئی، جس نے بلی کو باندھے رکھا نہ کھانا دیا اور نہ چھوڑا کہ زمین سے کیڑے مکڑوں سے کچھ کھا لیتی، یہاں تک کہ وہ مر گئی"۔ امام احمد، بخاری و مسلم نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۴۰] حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورج گرہن کی نماز ادا کی اور فرمایا: "مجھ سے جہنم قریب ہوئی یہاں تک کہ میں نے کہا: اے میرے رب! کیا میں ان کے ساتھ ہوں؟ تو دیکھا کہ ایک عورت کے چہرے کو بلی نوچ رہی ہے، میں نے پوچھا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ فرشتوں نے بتایا: (اس لیے کہ) اس نے ایک بلی کو بند رکھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی"۔ امام بخاری نے اسے روایت کیا۔

بنی دعدع کا چور جہنمی ہے:

یہ وہ شخص ہے، جو اپنی لکڑی سے حاجیوں کی چادریں چوری کیا کرتا تھا۔ اسی طرح وہ شخص جہنمی ہے، جس نے رسول اللہ ﷺ کے دو اُونٹ قربانی کے چرائے تھے۔

[حدیث: ۱۴۱] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں جنت میں گیا تو دیکھا کہ اکثر جنتی فقراء ہیں، میں نے جہنم میں جھانکا تو دیکھا کہ اکثر عورتیں جہنمی ہیں، میں نے اس تین افراد کو عذاب میں مبتلا دیکھا، ایک لمبی کالی عورت جس نے اپنی بلی کو باندھ کر کھانا پانی نہ دیا اور نہ اُسے چھوڑا کہ وہ زمین سے کیڑے مکوڑے کھا لیتی، پس یہ بلی اُس کے سامنے اور پیچھے سے اُسے نوچتی ہے، اور میں نے جہنم میں بنی دعدع کے اُس فرد کو دیکھا، جو اپنی لکڑی سے حاجیوں کی (چادریں) چوری کرتا تھا، اگر حاجی کو معلوم ہو جاتا تو کہتا: یہ کپڑا میری لاٹھی میں اٹک گیا تھا، اور اُس شخص کو جہنم میں دیکھا جس نے رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے دو اُونٹ چُرائے تھے۔ امام ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۴۲] اسی کی ایک دوسری روایت، جس میں سورج گرہن کا ذکر ہے، میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھ پر جہنم کو پیش کیا گیا، اگر میں اُسے تم سے دور

نہ کرتا تو تم پر چھا جاتی، میں نے تین اس میں افراد کو عذاب میں مبتلا دیکھا، ایک لمبی کالی عورت جس کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا، اُس نے اپنی بلی کو باندھ کر کھانا پانی نہ دیا اور نہ اُسے چھوڑا کہ وہ زمین سے کیڑے مکوڑے کھالیتی، یہاں تک کہ وہ بلی مر گئی، پس یہ بلی اُس کے سامنے اور پیچھے سے اُسے نوچتی ہے۔۔ الخ"۔ الحدیث۔

امرؤالقیس بن حجر کندی، جاہلیت کا مشہور شاعر جہنمی ہے:

[حدیث: ۱۴۳] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "امرؤالقیس شعراء کا جھنڈا اُٹھائے اُنہیں جہنم کی طرف لے جانے والا ہو گا"۔ امام احمد نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۴۴] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امرؤالقیس شعراء کو جہنم کی طرف لے جانے والا ہو گا، کیونکہ یہ سب سے پہلے اسی نے اس کے قوافی کو مستحکم کیا۔ ابو عروبہ نے اسے "کتاب الاوائل" میں اور ابن عساکر نے اسے تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

ابو طالب نبی کریم ﷺ کے چچا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد:

[حدیث: ۱۴۵] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جہنمیوں میں سب سے کم تر عذاب ابو طالب کو ہو گا، ان کو آگ کے جوتے پہنچائے جائیں گے جس سے دماغ اُبلے گا"۔ امام مسلم نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۴۶] ایک روایت میں ہے: "جہنمیوں میں سب سے کم تر عذاب ابو طالب کو ہو گا، ان کو آگ کے جوتے پہنچائے جائیں گے جس کی وجہ سے دماغ اُبلے گا"۔ امام احمد و مسلم نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۴۷] "صحیح بخاری" کی روایت میں ہے: جن کی وجہ سے دماغ اُبلے گا۔ ان کا انتقال کفر پر ہوا اور یہی حق ہے۔ جبکہ بعض اہلِ علم کو اس بارے میں وہم ہوا، جیسا کہ امام مناوی نے "شرح جامع صغیر" میں ذکر کیا ہے۔

[حدیث: ۱۴۸] ایک روایت میں ہے: "جہنمیوں میں سب سے کم تر عذاب اُس شخص کو ہو گا، جس کے پاؤں آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جس کی وجہ سے اُس کا دماغ اُبلے گا"۔

ابو لہب نبی کریم ﷺ کا چچا اور اُس کی بیوی اُمِ جمیل جہنمی ہیں:

یہ اُمِ جمیل حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بہن تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝

[اللہب: ۱۱۱ (۱-۵)]

ترجمہ: "تباہ ہو جائیں، ابو لہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا، اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا، اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی بیوی لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی، اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا ہے"۔

اُمیہ بن ابی الصلت جہنمی ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝

[الاعراف: ۷ (۱۷۵)]

ترجمہ: "اور اے محبوب! انہیں اس کا احوال سنایئے جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں تو وہ ان سے صاف نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو گمراہوں میں ہو گیا"۔

[حدیث: ۱۴۹] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اُمیہ بن ابی الصلت کی شاعری ایمان والی اور اُس کا دل کافر تھا"۔ امام ابن الانباری نے اسے "کتاب المصاحف" روایت کیا، خطیب بغدادی اور ابن عسا کرنے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

وہ لڑکا جہنمی ہے، جسے حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا۝ [الاعراف۷: (۱۷۵)]

ترجمہ: "اور وہ جو لڑکا تھا، اس کے ماں باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر چڑھادے"۔

امام مسلم، ابو داود اور ترمذی نے اسے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا[17]۔

عمرو بن عامر خزاعی جہنمی ہے:

[حدیث: ۱۵۰] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو جہنم میں دیکھا کہ اپنی انتڑیاں گھسیٹا پھر رہا ہے، اس نے سب سے پہلے جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑا تھا"۔ امام بخاری و مسلم نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اس نے مکہ مکرمہ میں بتوں کی عبادت کو رائج کیا تھا اور اسے دین کی شکل دی تھی، بتوں کا تقرب پانے کے لیے اس نے لوگوں کو اِن بتوں کے نام پر جانور چھوڑنے کی ترغیب

17 "خزائن العرفان" میں "تفسیرِ جمل" کے حوالہ سے نقل کیا: حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ یہ لڑکا کافر ہی پیدا ہوا تھا امام سبکی نے فرمایا کہ حالِ باطن جان کر بچّے کو قتل کر دینا حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے انہیں اس کی اجازت تھی، اگر کوئی ولی کسی بچّے کے ایسے حال پر مطلع ہو تو اس کو قتل جائز نہیں ہے۔

دی، پھر یہ جانور جو چاہیں کریں جہاں چاہیں جائیں۔ بُحیرہ کا کان چیر کر اُسے چھوڑ دیتے تھے، نہ کوئی اُس کی سواری کرتا نہ دودھ دوہتا۔ عمرو بن عامر کو دعوتِ حق پہنچی تھی (مگر اس نے قبول نہ کی)۔

رہے وہ اہلِ فترت جنہیں عذاب نہیں دیا جائے گا، یہ وہ لوگ ہیں جن کی طرف نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث کیے گئے نہ انہوں نے سیدِ عالم محمد رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا، امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "شرح جامع صغیر" میں ذکر کیا ہے۔

قومِ ثمود میں اُونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل جہنمی ہیں:

[حدیث: ۱۵۱] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں دو بدبخت مَردوں کا کے بارے میں نہ بتاؤں، قومِ ثمود کا اُحَیْمَر جس نے اُونٹنی کی کونچیں کاٹیں اور اے علی! وہ جو تجھے نقصان پہنچائے گا، یہاں تک کہ تم اُس سے الگ ہو جاؤ گے"۔ یہ امام طبرانی کی روایت ہے، اور امام حاکم نے اسے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اُحَیْمَر، اَحمر کا اسمِ تصغیر ہے، اس کا نام قدار بن سالف تھا، اسے احمر اس لیے کہا جاتا تھا کہ اُس کا چہرہ سُرخ جبکہ آنکھیں نیلی تھیں، اسی نے اُونٹنی کو مارا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ اُن کے نبی حضرت صالح علیہ السلام نے اُن سے فرمایا تھا: ﴿نَاقَةَ اللهِ وَسُقْيٰهَا۝﴾، یعنی: اللہ کی اُونٹنی اور اس کی پینے کی باری سے بچو کہ کہیں تمہیں کوئی مصیبت نہ پہنچ جائے۔

جس بدبخت نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، وہ عبد الرحمٰن بن ملجم تھا، اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے، اُس نے آپ رضی اللہ عنہ پر وار کیا، جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی خون سے تر ہو گئی تھی۔

اس اُمت کا فرعون ابو جہل بن ہشام جہنمی ہے:

[حدیث: ۱۵۲] امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "تہذیب الاسماء واللغات" میں کہا کہ ابو جہل اللہ کا دشمن، اس اُمت کا فرعون ہے، اُس کا نام عمرو بن ہشام تھا۔ غزوۂ بدر میں اللہ کا یہ دشمن کافر مارا گیا، معرکۂ بدر سن دو ہجری میں ہوا تھا۔ ابن عمرو بن جموح اور ابن عفراء دو انصاریوں نے اسے قتل کیا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مُردہ دیکھا تو فرمایا: "اس اُمت کا فرعون مارا گیا"، انتہی۔

[حدیث: ۱۵۳] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا کو ماں کے پیٹ میں ہی مسلمان بنایا تھا اور فرعون کو اُس کے ماں کے پیٹ میں کافر بنایا تھا"۔ امام ابن عدی وطبرانی نے اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور امام سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "جامع صغیر" میں ذکر کیا۔

[حدیث: ۱۵۴] حافظ ابو عیسیٰ ترمذی کی مسند میں عبد الواحد بن سلیم سے روایت ہے کہ میں مکہ آیا تو عطاء بن ابی رباح سے ملاقات ہوئی، میں نے کہا: اے ابو محمد! اہلِ بصرہ تقدیر کے معاملہ پر گفتگو کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: بیٹا! کیا تم قرآن پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں، فرمایا: سورۂ زخرف پڑھو، میں نے پڑھنا شروع کیا: ﴿حٰمٓ ۚ وَ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۚ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۙ﴾[18] فرمایا: اُم الکتاب کا معنی جانتے ہو؟ میں عرض کی: اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا: یہ وہ کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی پیدائش

18 الزخرف ۴۳: (۱۔۴)۔

سے پہلے لکھی، اس میں یہ بھی لکھا کہ فرعون جہنمی ہے، اور اس میں یہ بھی لکھا: "تبت یدا ابی لہب"۔ اس میں "فرعون" سے مراد ابو جہل، اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ یہاں "فرعون" کا ذکر ابو لہب کے ساتھ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

[حدیث: ۱۵۵] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِس اُمت کا فرعون ابو جہل ہے"۔ امام دیلمی نے اسے "مسند الفردوس" میں روایت کیا ہے۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "کنوز الحقائق" میں ذکر کیا کہ رہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت کے فرعون کا معاملہ تو نصِ قرآنی کے مطابق وہ دریا میں غرق ہونے سے پہلے ایمان لے آیا تھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ [یونس: ۱۰ (۹۰)]	**ترجمہ:** "یہاں تک کہ جب اُسے ڈوبنے نے آ لیا بولا: میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اُس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں"۔

لہٰذا اصل تو ایمان کا قبول ہونا ہے، پس جس نے قبولِ ایمان کی نفی کی، اُسے دلیل کی ضرورت ہے[19]۔ نیز اس کا ایمانِ یائس ہونا بھی ظاہر نہیں ہے، کیونکہ اُس نے بنی

19 مُترجم عفی عنہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلّف پر تا قیامِ قیامت اپنی رحمتوں کا نزول جاری رکھے۔ فرعون کے سلسلے میں مختار قول یہی ہے کہ وہ کافر ہے ایمان نہیں لایا تھا، اس کی دلیل یہ ہے کہ "خزائن العرفان" میں لکھا کہ فرعون نے بہ تمنائے قبولِ ایمان کا مضمون تین مرتبہ تکرار کے ساتھ ادا کیا لیکن یہ ایمان قبول نہ ہوا، کیونکہ ملائکہ اور عذاب کے دیکھنے کے بعد ایمان مقبول نہیں، اگر حالتِ اختیار میں وہ ایک مرتبہ بھی یہ کلمہ کہتا، تو اس کا ایمان قبول کر لیا جاتا، لیکن اس نے وقت کھو دیا، اس لیے اس سے یہ کہا گیا: ﴿آٰلْـٰٔنَ وَ
=

اسرائیل کے دریا میں داخل ہونے کے بعد اُن کی نجات کا معاینہ کر لیا تھا، پس اس اُمید پر ایمان لے آیا کہ اُن کے ساتھ شامل ہو جائے، لہٰذا یہ زندگی میں خواہش اور اُمید کے ساتھ ایمان لانا ہے نہ کہ ایمانِ یاس۔

نیز جو وارد ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام دریا کی مٹی لے کر فرعون کے منہ میں ڈالتے تھے کہ کہیں اُسے رحمت نہ مل جائے، تو یہ ثابت نہیں ہے، جیسا کہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اس روایت کو بعید جانا اور کئی وجوہ سے اس کا رد کیا۔

[حدیث: ۱۵۶] امام ترمذی اس حدیث کو اپنی "جامع" میں روایت کرنے میں یوسف بن مہران از ابن عباس رضی اللہ عنہما منفرد ہیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب اللہ نے فرعون کو غرق فرمایا تو وہ بولا: ﴿قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ﴾ جبریل نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کاش آپ مجھے دیکھتے کہ میں دریا کی مٹی لے کر اُس کے منہ میں ڈال رہا تھا کہ کہیں اسے رحمت نہ مل جائے"۔ یہ حدیث حسن ہے۔

=
قَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ○﴾ **یعنی:** "کیا اب (حالتِ اضطرار میں جب کہ غرق میں مبتلا ہو چکا ہے اور زندگانی کی اُمید باقی نہیں رہی اُس وقت ایمان لاتا ہے) اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا"۔

مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام فرعون کے پاس ایک استفتاء لائے جس کا مضمون یہ تھا کہ بادشاہ کا کیا حکم ہے ایسے غلام کے حق میں جس نے ایک شخص کے مال و نعمت میں پرورش پائی پھر اس کی ناشکری کی اور اس کے حق کا منکر ہو گیا اور اپنے آپ مولیٰ ہونے کا مدّعی بن گیا؟ اس پر فرعون نے یہ جواب لکھا کہ جو غلام اپنے آقا کی نعمتوں کا انکار کرے اور اس کے مقابل آئے اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو دریا میں ڈبو دیا جائے جب فرعون ڈوبنے لگا تو حضرت جبریل نے اس کا وہی فتویٰ اس کے سامنے کر دیا اور اس کو اس نے پہچان لیا۔ (سبحان اللہ)

[حدیث: ۱۵۷] حضرت سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ جبریل نے فرعون کے منہ میں مٹی ڈالنا شروع کر دی تھی اس اندیشہ سے کہ کہیں یہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہ کہہ دے اور اللہ اس پر رحم فرما دے یا اس اندیشہ سے کہ کہیں اس پر اللہ رحم نہ کر دے"۔ یہ حدیث غریب صحیح ہے، انتہی۔

اس کا یہ جواب ممکن ہے کہ اس اندیشہ کے تحت مٹی ڈالنا کہ اللہ اُس پر رحم نہ کر دے وغیرہ، اس چیز سے مانع نہیں کیونکہ رحمت کا نہ ملنا اس سے مانع نہیں کہ ایمان قبول نہیں ہوا ہو، جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت اُس کے غضب پر سبقت رکھتی ہے، نیز یہ محال ہے کہ جبریل وغیرہ کوئی اُس کی رحمت کو (کسی سے) روک سکے۔ ہماری اس بارے میں تحقیق کامل ہماری کتاب "شرح فصوص الحکم" میں ہے[20]۔

---

20 فاضل عبد الحلیم لکھنوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ "نظم الدرر فی سلک شق القمر" میں فرعون سے متعلق لکھتے ہیں:

"تتمیہ: کچھ وجوہات کی بنا پر فرعون کا حال ابلیس سے بھی زیادہ بدتر ہے:

۱۔ فرعون نسل آدم علیہ السلام سے تھا، اس بزرگی کے باوجود اُس نے سرکشی کی اور اُلوہیّت و ربوبیّت کا دعویٰ کیا، ابلیس جنات میں سے ہے اور جنات سے گناہ و سرکشی کا صدور کچھ بعید نہیں ہے۔

۲۔ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا، انہیں اپنے آپ سے حقیر جانا اور بولا: "میں اِس سے بہتر ہوں" جبکہ فرعون نے ربوبیّت کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو معبودِ حقیقی سے بھی بڑا جانا۔

۳۔ ابلیس، لوگوں کو اس لیے بہکاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کریں، انہیں یہ حکم نہیں دیتا ہے کہ وہ لوگ اِس (ابلیس) کی عبادت کریں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میں عبادت کا مستحق نہیں ہوں، معبودِ حقیقی تو کوئی اور ذات ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ منقول ہے کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں
=

خود کُشی کرنے والا مجاہد جہنمی ہے:

[حدیث: ۱۵۹۔۱۵۸] حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور کفار میں مقابلہ ہوا اور نوبت زبر دست کشت وخون تک پہنچی، یہاں تک کہ حضور علیہ السلام اور کفار اپنے لشکروں کی طرف لوٹ گئے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں میں ایک شخص تھا، وہ جس پر بھی حملہ کرتا اسے اپنی تلوار سے مار کر ہی چھوڑتا، صحابہ کرام نے اس کے بارے میں کہا: آج اس جیسا جہاد کسی نے نہیں کیا، رسول اللہ ﷺ

=

آیا تاکہ اللہ تعالیٰ کے حضور آپ علیہ السلام کی سفارش سے اُس کی توبہ مقبول ہو جائے۔ رہا فرعون تو وہ کہتا تھا: "میں ہی تمہارا بڑا رب ہوں"، اسی طرح ملّا علی قاری نے "شرح فقہِ اکبر" میں کہا ہے۔

جہاں تک اِس بات کا تعلق ہے کہ شیخ محی الدّین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ایمانِ فرعون کے قائل تھے، اُن کے مطابق فرعون غرق ہوتے وقت ایمان لے آیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی روح طاہر مطہر قبض کی تھی، جس میں کسی قسم کی گندی (کفر وشرک) نہ تھی، اور اسلام تو پہلے کے اعمال کو ختم کر دیتا ہے، تو (بظاہر) ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کلام مجید کی آیات کی تفسیر میں یہی معانی بیان کیے ہیں، جیسا کہ آپ کی "فصوص الحکم" پڑھنے والے قاری پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔ آپ "فص موسوی" میں فرماتے ہیں: "یہی وہ ظاہر چیز ہے جو قرآن میں آئی ہے۔ پھر ہم اس (ایمانِ فرعون والی) بات کے بعد بھی یہی کہتے ہیں کہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، اس لیے کہ عام لوگوں کے دلوں میں اُس کی شقاوت قرار پاچکی ہے حالانکہ ان لوگوں کے پاس اس بارے میں کوئی چیز استدلال کے قابل نہیں ہے" اھ۔ اس مراد کی وضاحت شارحین نے اپنی شروحات میں کر دی ہے لہٰذا تم اُن کی طرف رجوع کرو" انتہی۔

نیز امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ "جد الممتار" میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی ان دونوں آنکھوں سے شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی "فتوحات مکیہ" میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ "**فرعون ہمیشہ جہنم میں رہے گا**"۔

نے فرمایا: لیکن وہ شخص جہنمی ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے: "صحابہ کرام نے کہا: اگر یہ شخص جہنمی ہے تو پھر ہم میں سے کون جنتی ہے"! ایک صحابی نے کہا: میں مستقل اس شخص کے ساتھ رہوں گا (تاکہ جان سکوں کہ وہ کس سبب سے جہنمی ہوگا)، پس وہ صحابی اس کے ساتھ رہنے لگا، وہ شخص جہاں جہاں ٹھہرتا، یہ بھی ٹھہر جاتے، اگر وہ دوڑتا یہ بھی دوڑتے، بالآخر وہ شخص زخمی ہو گیا اور اس نے زخم کی تکلیف کی تاب نہ لا سکا تو تلوار کی نوک اپنے سینے پر رکھی اور تلوار پر زور دے کر خود کشی کر لی، وہ صحابی اسی وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ انہوں نے عرض کی: جس شخص کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے اور لوگ اس خبر سے حیران ہوئے تھے، اُسی وقت میں نے فیصلہ کیا تھا کہ میں ان لوگوں کی حیرانی دور کر دوں گا، چنانچہ میں اس کا پیچھا کرتا رہا، جب وہ شخص بہت زخمی ہو گیا تو اس نے تلوار کا دستہ زمین پر رکھ کر اس کی نوک اپنے سینے پر رکھی اور اس طرح تلوار اپنے سینے میں گھونپ کر خود کشی کر لی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک کچھ لوگ ایسے کام کرتے ہیں جن کی وجہ سے لوگ ان کو جنتی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ جہنمی ہوتے ہیں، اور کچھ لوگ ایسے کام کرتے ہیں، جن کی وجہ سے لوگ ان کو جہنمی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ جنتی ہوتے ہیں"۔ امام بخاری ومسلم نے اسے روایت کیا۔

یہ ہم نے اُن لوگوں کا ذکر کیا، جن کے بارے میں آیا کہ یہ قطعی جہنمی ہیں، نیز انہی میں حصر نہیں ہے۔

تنبیہ: بنی آدم کے علاوہ بھی کچھ دنیاوی چیزوں کے بارے میں آیا ہے کہ وہ جہنمی ہیں، جن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

عَیر نامی پہاڑ جہنمی ہے:

یہ مشہور پہاڑ مدینہ کے مضافات میں مقام ذو الحلیفہ کے قریب ہے۔ ہم اُحد پہاڑ کے ضمن میں اس سے متعلق حدیث ذکر کر آئے ہیں۔

[حدیث: ۱۶۰] جس کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اُسے محبت کرتے ہیں، وہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے، اور یہ عیر ہم سے بغض رکھتا ہے اور ہم اس سے بغض رکھتے ہیں اور یہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے"۔ امام طبرانی نے اسے حضرت ابی عبس بن جبر سے روایت کیا۔

سمندر جہنمی ہے:

[حدیث: ۱۶۱] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سمندر جہنمی ہے"۔ امام ابو مسلم الکجی نے اسے اپنی سُنن میں روایت کیا، جبکہ امام حاکم و بیہقی نے اسے یعلیٰ بن اُمیہ سے روایت کیا۔

سورج اور چاند جہنمی ہیں:

[حدیث: ۱۶۲] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سورج اور چاند کونچیں کٹے ہوئے جہنم کے دو بیل ہیں، اگر اللہ نے چاہا تو انہیں اس سے نکال لے گا اور اگر چاہا تو اسی میں چھوڑ دے گا"۔ امام ابن مردویہ نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کیا۔

مطلب یہ ہے کہ قیامت کے یہ دونوں بیل کی صورت میں جہنم میں جائیں گے۔

مکھی جہنمی ہے:

[حدیث: ۱۶۳] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شہد کی مکھی کے سوا ساری مکھیاں

جہنمی ہیں"۔ امام بزار، ابو یعلیٰ اور طبرانی نے اسے حضرت ابن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے اور طبرانی نے حضرت ابن عباس و ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔

بخار جہنم کی گرمی ہے:

[حدیث: ۱۶۴] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بخار جہنم کی گرمی سے ہے، پس اسے پانی سے ٹھنڈا کرو"۔ امام احمد و بخاری نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، نیز امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ سے اسے حضرت رافع بن جریج رضی اللہ عنہ روایت کیا، اس کے علاوہ امام بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور ترمذی نے اسے حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا۔

[حدیث: ۱۶۴] ایک روایت میں ہے: "بخار جہنم کا زنگ ہے، جس مسلمان کو اس سے کچھ پہنچتا ہے تو وہ جہنم سے اُس کا حصہ ہوتا ہے"۔ امام احمد نے اسے حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۶۵] ایک روایت میں ہے: "بخار جہنم کے زنگوں میں سے ایک زنگ ہے، اسے ٹھنڈے پانی سے اپنے سے دور کرو"۔ امام ابن ماجہ نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۶۶] ایک روایت میں ہے: "بخار جہنم کا زنگ ہے اور یہ مؤمن کا جہنم سے حصہ ہے"۔ امام طبرانی نے اسے حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۶۷] ایک روایت میں ہے: "بُخار میری اُمت کا جہنم سے حصہ ہے"۔ امام طبرانی نے اسے معجمِ اَوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

[حدیث: ۱۶۸] ایک روایت میں ہے: "بخار، مؤمن کا جہنم سے حصہ ہے"۔
امام بزار نے اسے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

کسریٰ و قیصر کا تخت جہنم کا ایندھن ہے:

[حدیث: ۱۶۹] اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر کھجور کے پتوں کا بنا ہوا تھا، جس پر کالی چادر چڑھی ہوئی تھی، ہم نے اُس کے کنارے کھجور کے پتوں سے بنائے تھے، ایک دن حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما گھر میں آئے تو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ اُس بستر پر آرام فرما ہیں، حضور علیہ السلام نے جب انہیں دیکھا تو اُٹھ کر بیٹھ گئے، حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ پشتِ مبارک پر بستر کا نشان آگیا ہے، ان دونوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ کے بستر کا کُھردرا پن تو آپ کو تکلیف دے اور یہ قیصر وکسریٰ دیباج وریشم کے بستروں پر آرام کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کہو، کہ بے شک کسریٰ و قیصر کا بستر جہنم کا ایندھن ہو گا اور بے شک میرے اس بستر اور چارپائی کا ٹھکانہ جنت ہو گا"۔ امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسے بروایت ماضی بن محمد روایت کیا۔

[حدیث: ۱۷۰] اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت کاشانۂ اقدس پر آئی، اُس نے رسول اللہ ﷺ کا بستر دیکھا جو چمڑے کا دُہرا کیا ہوا ٹکڑا تھا، وہ واپس اپنے گھر گئی اور مجھے ایک بستر بھیجا، جس میں اُون بھرا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو مجھے سے فرمایا: اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ عرض کی: اے اللہ کے رسول! فلانی انصاری عورت مجھ سے ملنے آئی تھی، اُس نے آپ کا بستر دیکھا اور گھر واپس جا کر مجھے یہ بھجوایا ہے، تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ! یہ واپس کر دو، اس لیے کہ اگر میں چاہوں تو اللہ میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑ چلا دے۔ امام بیہقی نے

اسے بروایتِ عباد بن عباد المہلبی از مجالد بن سعید روایت کیا۔ ان مذکورہ چیزوں کے علاوہ بھی اور بہت سی چیزوں کے بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں، ہم اسی قدر پر اکتفا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا اور اپنے فضل سے سیدھے راستے کی رہنمائی کرنے والا ہے، وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

حضرت مصنّف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی جمع وترتیب کام بروز ہفتہ، ۲۳/ صفر المظفر ۱۰۸۹ ہجری مکمل ہوا[21]۔

وَاللهُ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ، آمِيْن

رسالہ ختم ہوا۔

کتاب کے آخر میں لکھا ہے:
"شیخ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو ایصالِ ثواب کریں"۔

21 مخطوط میں ہے: "اس کی جمع وترتیب کام بروز بدھ، ۰۲/ ذوالقعدہ، ۱۰۶۹ ہجری مکمل ہوا"۔